عنبر ناگ ماریا
سمندر میں لاش
قسط نمبر (۳۰)
PDFBOOKSFREE.PK
اے حمید

سمندر میں لاش

فہرست

سنو پیارے بچو!

سمندری ڈاکوؤں سے بچ کر یہ لوگ کیوشو شہر کی بندرگاہ پر ایک سرائے میں اترے ہیں اس سرائے کے پاس ہی ایک جھیل ہے جس کے کنارے پر ایک پرانا محل ہے کہتے ہیں کہ اس محل میں آدھی رات کو کسی ملکہ کی روح آ کر رویا کرتی ہے ماریا آدھی رات کو اس ویران محل میں جاتی ہے اندھیرے میں ایک روح وہاں آ کر روتی ہے ایک قبر کے سرہانے وہ بال کھول کر بیٹھ جاتی ہے ماریا اس روح سے باتیں کرتی ہے ادھر کیوشو کا بوڑھا نواب مرنے والا ہے ملکہ اسے زہر دے رہی ہے کیونکہ وہ ملکہ نہیں بلکہ ایک زہریلی ناگن ہے جس نے انسان کا روپ بدل رکھا ہے۔

مقبرے کی آواز

جاپان پر ایک نیک دل حکمران کی حکومت تھی۔

بادشاہ ایک رحم دل انسان تھا مگر اس کا وزیر بے حد مکار اور بے رحم انسان تھا وہ بادشاہ اور اس کے بیٹے کو مار کر خود تخت و تاج پر قبضہ کرنا چاہتا تھا اس نے سپہ سالار اور شاہی محل کے خانساماؤں کو اپنے ساتھ ملا رکھا تھا وہ بادشاہ اور شہزادے کو کھانے میں ایک ایسا زہر دے رہا تھا جس سے آدمی آہستہ آہستہ مرتا ہے اور کسی کو شک بھی نہیں ہوتا کہ اسے زہر دیا گیا ہے شہزادہ بیمار ہو کر کیوشو شہر سے دور ایک پہاڑی کے محل میں بستر پر پڑا تھا اور بوڑھا بادشاہ اپنے شاہی محل میں بیمار رہنے لگا تھا۔

جس وقت عنبر اور ناگ اور ماریا جاپان کے مشہور شہر کیوشو کی سرائے میں اترے تو اس وقت نیک دل بوڑھے جاپانی بادشاہ کا چراغ گل ہو رہا

تھا وزیر بڑا خوش تھا کہ اب وہ سلطنت کا بادشاہ بن جائے گا اور تخت پر اس کا قبضہ ہو جائے گا سپہ سالار کو اس نے یہ لالچ دے کر ساتھ ملا رکھا تھا کہ وہ اسے اپنا وزیر بنا لے گا اور اس کے بیٹے کو فوج کا سپہ سالار بنا دے گا یہ سازش شاہی محل کے اندر ہی اندر پروان چڑھ رہی تھی اور رعایا کو اس کی کانوں کان خبر نہیں تھی رعایا اپنے بادشاہ اور شہزادے سے بڑا پیار کرتی تھی ان کی بیماری سے لوگ بڑے اداس تھے وہ اسے ایک قدرتی بیماری سمجھ رہے تھے جس کا علاج شاہی حکیموں کے پاس بھی نہیں تھا وزیر نے بڑی مکاری سے کام لیتے ہوئے شہر میں یہ بات مشہور کرا دی تھی کہ بادشاہ اور شہزادہ کسی خطرناک روگ میں مبتلا ہو گئے ہیں اندر اندر سے وہ دونوں کو زہر کھلا رہا تھا اور اوپر اوپر سے جھوٹی ہمدردی جتانے کے لئے ملک کے مندروں بھی دیوتاؤں کے سامنے بادشاہ اور شہزادے کی صحت کی دعائیں بھی منگوا رہا تھا۔

بادشاہوں کی تاریخ اس قسم کے نمک حرام وزیروں اور سازشوں سے بھری پڑی ہے حمورابی اور فرعون مصر کے دربار سے لے کر شاہ جاپان کے شاہی محل تک ہمیں درباری سازشوں کا ایک جال پھیلا ہوا نظر آتا ہے جس میں ہم بادشاہوں کو قید خانوں میں سسک سسک کر مرتے اور شہزادیوں کے سر قلم ہوتے دیکھتے ہیں عنبر نے ان تمام درباری سازشوں کو اپنی آنکھوں سے خون ٹپکاتے دیکھا تھا وہ اڑھائی تین ہزار سال سے زندہ تھا اور تاریخ کے خون آلود دریا میں بہتا چلا آرہا تھا ۔تاریخ کے ہر دور میں بادشاہ کے ہر عہد میں امن، خوشی اور سکون کا زمانہ بڑا مختصر ہوتا اور اس کی ساری عمر دشمنوں اور درباری سازشوں کا مقابلہ کرتے گزر جاتی تھی۔

عنبر اب جاپان کی سرزمین میں داخل ہوا تھا۔

اسے یہاں کی سازشوں کی کچھ خبر نہیں تھی وہ ابھی ناگ اور ماریا کے

ساتھ کیوشو کی سرائے میں اترا ہوا تھا اسے دو روز ہوئے شہر کی مٹر گشت
کی تھی اور شہر سے باہر والی جھیل کی سیر کی تھی اس نے ٹیلے پر اس
پرانے گنبد کا کھنڈر بھی دیکھا تھا۔ جس کے صحن میں جھاڑیوں کے
درمیان چھپی ہوئی سیڑھیاں نیچے کسی پراسرار تہہ خانے کو جاتی تھیں
اور جس کے بارے میں انہوں نے سرائے کے مالک سے سنا تھا کہ
وہاں قدیم جاپان کے ایک بادشاہ اور ملکہ کی قبریں ہیں اور چاندنی
راتوں میں وہاں ملکہ کے رونے کی آوازیں آیا کرتی ہیں اسے روحوں
پر یقین تھا اس کے باوجود اس کے دل میں یہ خواہش نہیں تھی کہ وہ تہہ
خانے میں قبروں کے پاس جا کر ملکہ جاپان کی بھٹکی ہوئی روح کے
بین سنے مگر ماریا نے وہاں جانے کا فیصلہ کر لیا تھا۔

اس نے محض اس لئے عنبر اور ناگ کو نہیں بتایا تھا کہ وہ اسے وہاں
جانے سے منع کریں گے اور ماریا چاہتی تھی کہ تہہ خانے کے مقبرے

میں جا کر اس دکھی ملکہ کی روح سے باتیں کرے جس کے بادشاہ کو آج
سے ہزار برس پہلے جاپان کے ظالم وزیر نے ہلاک کر دیا تھا ماریا اب
صرف چاندنی رات کا انتظار کر رہی تھی کیونکہ دکھی ملکہ کی روح صرف
پورے چاند کی رات کو مقبرے میں آ کر رویا کرتی تھی۔

پورے چاند کی رات میں ابھی سات دن باقی تھے۔

شہر میں آنے کے بعد یہ بات عنبر اور ناگ نے بھی سن لی تھی کہ بادشاہ
جاپان اور اس کا اکلوتا شہزادہ بیٹا کسی ایسی خطرناک بیماری میں مبتلا ہیں
جس کا علاج ملک کے اور دربار کے کسی بھی حکیم کے پاس نہیں ہے عنبر
نے سرائے کے مالک سے بات کی تو اس نے سرد آہ بھر کر کہا۔

میاں جی کیا بتاؤں..........ہمارا پیارا نیک دل بادشاہ اور پیارے
شہزادے کو جانے کس کس کی نظر کھا گئی ہے کہ دونوں باپ بیٹا بستر
مرگ پر پڑے ہیں ملکہ پہلے چل بسی اور اب بادشاہ اور شہزادہ بھی

مرنے والے ہیں۔

عنبر نے کہا۔

کیا کوئی بھی شاہی حکیم ان کی بیماری کا علاج نہیں کر سکا؟

جی نہیں۔ سارے حکیم لاجواب ہو گئے ہیں کہتے ہیں بادشاہ اور شہزادے کی بیماری ہماری سمجھ میں نہیں آتی جادوگروں نے آ کر جادو ٹونے بھی کیے ہیں سینکڑوں بکروں کو ذبح بھی کیا ہے محل میں کئی کئی روز تک دھونی بھی دی ہے مگر بادشاہ اور شہزادے کا روگ دور نہیں ہوا۔

ناگ نے کہا۔

کیا ہم بادشاہ اور شہزادے کا علاج کر سکتے ہیں۔

سرائے کے مالک نے تعجب سے ناگ کو دیکھا۔

کیا مطلب ہے تمہارا؟

عنبر نے کہا۔

میرا مطلب ہے کیا ہمیں اجازت مل سکتی ہے کہ ہم شاہی محل میں جا کر بادشاہ کا علاج کر سکیں۔

کیوں نہیں۔ کیوں نہیں۔ اگر تم علاج کر سکتے ہو تو تم کھلے بندوں شاہی محل میں جا سکتے ہو مگر سوال یہ ہے کہ کیا تم کوئی حکیم یا سنیاسی ہو جو بادشاہ کے اس مرض کا علاج کرو گے جو شاہی حکیموں کی بھی سمجھ میں نہیں آ رہی؟

عنبر نے کہا۔

بابا! ہم حکیم یا سنیاسی نہیں ہیں لیکن کچھ دوائیں ہمارے پاس ایسی ہیں کہ وہ ہر بیماری کو دور کر دیتی ہیں اگر تم ہمیں شاہی دربار میں پہنچا دو تو ہو سکتا ہے ہماری دوا سے بادشاہ اور شہزادہ تندرست ہو جائیں۔

سرائے کے مالک نے خوش ہو کر کہا۔

نیکی اور پوچھ پوچھ............میں آج ہی اگر تم چاہو تو تمہیں شاہی محل میں پہنچائے دیتا ہوں۔

ناگ نے کہا۔

اس وقت شام ہو رہی ہے میرا خیال ہے ہم کل شاہی محل جانا پسند کریں گے کیوں عنبر بھائی کیا خیال ہے تمہارا؟

عنبر نے ناگ کی ہاں میں ہاں ملاتے ہوئے کہا۔

تمہارا خیال ٹھیک ہے ہم کل دن چڑھے شاہی محل میں جا کر بادشاہ کا علاج کریں گے اور اپنی دوا آزمائیں گے ہمیں یقین ہے کہ ہماری دوا سے بادشاہ سلامت ضرور اچھے ہو جائیں گے۔

سرائے کا مالک بولا۔

میرے بچے! اگر تمہاری دوا نے بادشاہ اور شہزادے کو تندرست کر دیا تو بادشاہ تمہیں سر آنکھوں پر بٹھائے گا اور رعایا تمہیں دعائیں دے گی

کیونکہ ہم اپنے نیک بادشاہ اور شہزادے سے بے حد پیار کرتے ہیں۔

عنبر نے کہا۔

فکر نہ کرو!!.........میرے خدا نے چاہا تو ہماری دوا اپنا پورا پورا اثر دکھائے گی اور ہم کامیاب ہو جائیں گے۔

سرائے کا مالک بولا۔

مگر پیارے بیٹے! یہ تو بتاؤ کہ یہ خدا کون ہے؟

عنبر نے مسکرا کر کہا۔

بابا پہلے ایک کام سے فارغ ہو جائیں پھر تمہیں خدا کی طاقت اور عظمت کے بارے میں بھی بتائیں گے۔

یہ کہہ کر عنبر اور ناگ بابا کو سلام کر کے اٹھ کر اپنے کمرے میں چلے گئے وہاں ماریا پہلے ہی سے ان کی راہ دیکھ رہی تھی۔

تم لوگوں نے باہر بڑی دیر کر دی، بھوک سے میری جان نکلی جا رہی ہے۔

ناگ نے مسکرا کر کہا۔

ماریا بہن! ہم تمہارے لیے مینڈکوں کا بندوبست کرنے گئے تھے۔

مینڈک؟ وہ کس لئے۔

تمہارے کھانے کے لئے۔

خدا بچائے........ میں کیوں مینڈک کھانے لگی۔؟

عنبر نے کہا۔

بات یہ ہے ماریا بہن کہ یہاں جاپان میں مینڈک لوگوں کا من بھاتا کھایا جاتا ہے لوگ بڑے خوش ہو کر اسے کھاتے ہیں ہم نے سوچا کہ تم بھی اسے خوش ہو کر کھاؤ گی۔

خدا کے لئے مذاق نہ کرو عنبر بھائی، مجھے ایسا مذاق ہرگز پسند نہیں میں

کوئی بلی تھیں ہوں جو مینڈک کھاؤں میں سوائے مچھلی کے یہاں اور کچھ نہیں کھاؤں گی اور وہ بھی اپنی آنکھوں کے سامنے اپنے ہاتھ سے بھون کر........

عنبر اور ناگ زور سے ہنس پڑے۔

بہن ماریا، تم سچ مچ برا مان گئیں ہم تمہیں بھلا مینڈک کیوں کھلائیں گے ہم مچھلی ہی بھون کر کھائیں گے لیکن یہاں تو ہر آدمی یا مینڈک کھاتا ہے یا سانپ بڑے شوق سے کھاتا ہے۔

ماریا نے مسکرا کر کہا۔

پھر تو بھائی ناگ کو خبردار رہنا چاہیے کیونکہ اگر انہوں نے یہاں کبھی سانپ کی جون بدلی تو ہو سکتا ہے کوئی چیٹو جاپانی اسے پکڑ کر بھون ڈالے اور پھر مزے سے دعوت اڑائے۔

ناگ نے کہا۔

فکر نہ کرو، جب سے یہاں آ کر میں نے یہ سنا ہے اور دیکھا ہے کہ جاپانی لوگ سانپ کو بڑے شوق سے کھاتے ہیں میں بہت چوکس ہو گیا ہوں اور میرا خیال ہے کہ میں یہاں سانپ کی جگہ شیر یا ہاتھی کی جون بدلنے کی کوشش کروں گا کیونکہ یہ لوگ شیر ہاتھی سے بہت ڈرتے ہیں۔

ماریا نے تنگ آ کر کہا۔

اچھا بھائی اس بحث کو چھوڑو اور جلدی سے کھانا منگاؤ میرے پیٹ میں تو چوہے دوڑنے لگے ہیں۔

عنبر نے کہا۔

مینڈکوں کے بارے میں کیا خیال ہے بہن ماریا؟

ماریا نے منہ بسور کر کہا۔

خدا کے لئے اب مذاق بس بھی کرو، عنبر بھائی۔

اس پر دونوں دوست، دونوں بھائی کھلکھلا کر ہنس پڑے اور انہوں نے نوکر کو کمرے میں بلا کر کہا۔

دیکھو بھئی! ہمارے لئے بھنی ہوئی مچھلی کا شوربہ چوزے کے کباب اور ہرن کے شامی کباب لے آؤ۔

نوکر نے کہا۔

حضور آپ امیر سوداگر ہیں کیا آپ مینڈک اور سانپ نہیں کھائیں گے۔

ناگ نے کہا۔

ارے لعنت بھیجو مینڈک اور سانپ پر......... تم جا کر وہی لاؤ جو ہم کہہ رہے ہیں۔

بہت اچھا حضور! ابھی لایا۔

نوکر جانے لگا تو عنبر نے کہا۔

سنو میاں! کھانا ذرا زیادہ لانا............میرا مطلب ہے تین آدمیوں

کا لانا۔

نوکر نے حیرانی سے پوچھا۔

حضور آدمی تو آپ دو ہیں۔ پھر تین آدمیوں کا کھانا لانے کی کیا

ضرورت ہے۔

ناگ نے کہا۔

بھئی ہمارا مطلب تھا کہ زیادہ کھانا لانا۔ ہم بڑے پیٹو ہیں ہم زیادہ

کھانا کھاتے ہیں سمجھ گئے ہو ناں۔؟

نوکر اپنے پیٹ پر ہاتھ پھیر کر بولا۔

سمجھ گیا حضور! بالکل سمجھ گیا میں بھی ایک وقت میں دو آدمیوں کا کھانا

کھاتا ہوں، اگرچہ مالک مجھے بہت مارتا ہے مگر سرکار میں کیا کروں،

مار بھی سہہ لیتا ہوں اور کھانا بھی دو آدمیوں کا کھا لیتا ہوں میں بھی

آپ کی طرح پیٹو ہوں.........ہی ہی ہی.........نوکر احمقوں کی

طرح ہنستا ہوا باہر نکل گیا اس کے باہر جاتے ہی ماریا نے کہا۔

عنبر بھائی! آپ نے اسے یہ کیوں کہہ دیا کہ تین آدمیوں کا کھانا لانا

اگر اسے شک پڑ گیا تو پھر کیا ہو گا؟

عنبر نے سر جھٹک کر کہا۔

ارے نہیں ماریا بہن اسے شک نہیں پڑ سکتا وہ تو ایک بے وقوف نوکر

ہے اسے کیا معلوم میں کیا کہہ رہا ہوں۔

ماریا بولی۔

بھائی یہ بے وقوف نوکر بڑے ہوشیار ہوتے ہیں ہمیں ان سے بچ کر

ہی رہنا چاہیے اور ہر قسم کی احتیاط کرنی چاہیے۔

ناگ نے کہا۔

ہاں یار عنبر! ماریا بہن ٹھیک کہتی ہیں ہم ایک غیر ملک میں ہیں یہاں

ہمارا کوئی دوست یا واقف نہیں ہمیں بڑی ہوشیاری اور عقل مندی سے کام لینا چاہیے ہمیں اپنی کمزوریوں سے کسی کو آگاہ نہیں کرنا چاہیے۔

ارے نہیں بھائی ایسی کوئی بات نہیں ہے تم گھبراؤ نہیں بہر حال آئندہ سے میں احتیاط سے کام لوں گا۔

ماریا کا خیال درست تھا نوکر اگرچہ بے وقوف تھا لیکن ہوشیار بھی بہت تھا وہ یہ سوچنے لگا کہ ان لوگوں نے تین آدمیوں کے کھانے کے بارے میں کیوں کہا ہے وہ یہی سوچتے سوچتے سرائے کے مالک کے پاس گیا اور کہنے لگا کہ سوداگروں کے کمرے میں تین آدمیوں کا کھانا چاہیے سرائے کے مالک نے کہا۔

ارے تمہارا دماغ خراب ہو گیا ہے وہاں تو دو سوداگر ہیں پھر انہیں تین آدمیوں کا کھانا کس لئے چاہیے؟

نوکر نے کہا۔

انہوں نے تو یہی کہا تھا۔

پھر بولا کہ نہیں نہیں انہوں نے کہا تھا کہ ہم زیادہ کھانا کھاتے ہیں اس لئے تین آدمیوں کا کھانا لے آؤ............مگر سرائے کے مالک کا ماتھا ٹھنکا اور وہ سوچنے لگا کہ کہیں یہ سوداگر جادوگر تو نہیں ہیں............ بادشاہ کا علاج بھی کرنے کا دعویٰ کر رہے ہیں اور دو آدمی ہو کر تین آدمیوں کا کھانا بھی مانگ رہے ہیں ضرور یہ جادوگر ہیں اور انہوں نے اپنے ہمزاد کو قابو میں کر رکھا ہے۔

عیار وزیر

دوسرے روز سرائے کا مالک عنبر اور ناگ کو لے کر شاہی محل کی طرف چل پڑا۔

بادشاہ کے شاہی محل کے باہر بڑا سخت پہرہ تھا مگر بادشاہ کا حکم تھا کہ جو شخص میرے بیٹے کا علاج کرنے آ رہا ہو اسے بالکل نہ روکا جائے سرائے کے مالک نے عنبر کو لے جا کر شاہی محل کے بڑے پہرے دار سے ملایا، اس نے پوچھا۔

یہ کون لوگ ہیں؟ یہ کوئی دوسرے ملک کے لوگ معلوم ہوتے ہیں۔

سرائے کے مالک نے کہا۔

اے کوتوال محل............یہ دونوں بھائی ہیں اور ملک مصر سے آئے ہیں یہ حکیم ہیں یہ کہتے ہیں کہ ان کے پاس بیمار شہزادے اور بادشاہ کا علاج موجود ہے اگر آپ اجازت دیں تو ان کو بادشاہ سلامت کے

حضور پیش کیا جائے۔

کوتوال بولا۔

اس میں اجازت کی کون سی بات ہے بھائی ہمیں تو خوشی ہے اگر یہ ہمارے پیارے بادشاہ اور شہزادے کا علاج کر کے انہیں تندرست کر دیں..........انہیں میرے ساتھ بھیج دیں میں خود انہیں لے کر بادشاہ سلامت کی خواب گاہ میں جاؤں گا۔

سرائے کے مالک نے عنبر سے کہا۔

لو بیٹا اب تم یہ سمجھو کہ بادشاہ سلامت کے پاس پہنچ گئے ہو۔ دیوتا، تمہاری دوائیوں میں اثر ڈالیں اور ہمارا پیارا بادشاہ اور نیک دل شہزادہ اچھا ہو جائے اچھا یہاں اب ہماری تمہاری ملاقات سرائے میں ہوگی۔

سرائے کا مالک عنبر اور ناگ کو کوتوال کے حوالے کر کے واپس آ گیا۔

کوتوال ان دونوں کو لے کر شاہی محل کے بڑے دیوان خانے میں
پہنچا اور وہاں خاص فوجی دستے کے کمانڈر سے کہا کہ عنبر اور ناگ کو
بادشاہ سلامت کے حضور پیش کیا جائے کیونکہ وہ بیمار شہزادے کا علاج
کریں گے کمان داران دونوں کو لے کر بادشاہ سلامت کے خواب گاہ
میں آ گیا بادشاہ مسہری پر لیٹا ہوا تھا عنبر نے دیکھا کہ بادشاہ بڑا کمزور
اور نازک ہو رہا تھا اس کی داڑھی اور سر کے بال سفید ہونے لگے تھے
رنگ زرد تھا آنکھوں کے نیچے سبزی مائل حلقے تھے۔

عنبر اور ناگ فوراً سمجھ گئے کہ اسے زہر دیا جا رہا ہے یہ نشانیاں اس شخص
کی ہوتی ہیں جسے کھانے میں آہستہ آہستہ مارنے والا زہر دیا جا رہا
ہے عنبر اور ناگ نے بادشا کو جھک کر سلام کیا بادشاہ نے آہستہ سے
ہاتھ اٹھا کر کہا۔

تم لوگ کون ہو اور کہاں سے آ رہے ہو؟

عنبر نے کہا۔

بادشاہ سلامت ہم دونوں بھائی ہیں، ہم ملک مصر سے سیر و سیاحت
کرتے کرتے یہاں پہنچے ہیں ہمیں جاپان کا ملک دیکھنے کا بہت شوق
تھا یہی شوق ہمیں آپ کے دیس میں کھینچ لایا ہے یہاں آ کر ہم نے سنا
کہ نصیب دشمناں آپ بیمار ہیں ہمارے دل میں خیال آیا کہ کیوں نہ
آپ کا علاج کر کے آپ کو تندرست کیا جائے کیونکہ ہم نے یہ دیکھ لیا
ہے کہ رعایا آپ سے بہت پیار کرتی ہے اور آپ کا زیادہ دیر تک زندہ
رہنا اور شہزادہ صاحب کا تندرست، رہنا بہت ضروری ہے۔

بادشاہ مسکرایا اور کہنے لگا۔

کیا تم لوگ حکیم ہو؟ کیا اس سے پہلے تم نے کسی بیمار کا علاج کیا ہے۔

عنبر نے کہا۔

ہاں بادشاہ سلامت! ہم حکیم تو نہیں ہیں مگر ہم اس سے پہلے کئی

بیماروں کا علاج کر کے انہیں تندرست کر چکے ہیں ویسے میں نے مصر
میں حکمت کا سبق بھی لیا ہے۔
بادشاہ کا وزیر جو کہ پاس کھڑا تھا بولا۔
تمہارے پاس اس کا کیا ثبوت ہے کہ تم حکیم ہو۔؟
عنبر نے کہا۔
ثبوت تو کوئی نہیں ہے مگر ہمیں یقین ہے کہ ہم شہزادے صاحب اور
بادشاہ کا علاج کر کے انہیں صحت مند کر دیں گے۔
وزیر نے کہا۔
اور اگر ان کی طبیعت زیادہ خراب ہو گئی تو اس کا کون ذمے دار ہو گا۔
عنبر نے کہا۔
اگر ایسی بات ہو گئی تو آپ بے شک ہماری گردن قلم کر سکتے ہیں اس
جواب سے بادشاہ اور وزیر چونک اٹھے اس سے پہلے کسی بھی علاج

کرنے والے نے اس قسم کا دعویٰ نہیں کیا تھا بادشاہ کو یقین ہو گیا کہ یہ
شخص اس کا اور شہزادے کا کامیاب علاج کر سکے گا وزیر کو فکر لگ گیا
کہ اگر اس شخص نے بادشاہ اور شہزادے کی بیماری پکڑ لی اور علاج کر لیا
تو اس کی ساری سازش ناکام ہو جائے گی بلکہ ہو سکتا ہے کہ ساری
بات کھل جائے اور بادشاہ کو معلوم ہو جائے کہ اسے زہر دیا جا رہا ہے
وہ سوچ میں پڑ گیا اس نے سوچا کہ خواہ مخواہ کچھ ہو جائے عنبر اور ناگ
کے علاج کو ناکام بنانا چاہیے ورنہ اس کے کیے کرائے پر پانی پھر
جائے گا۔
بادشاہ نے کہا۔
اے نوجوان حکیم! کیا تم خوب سوچ سمجھ کر بات کر رہے ہو؟ کیونکہ
اس سے پہلے بھی کسی حکیم نے ایسا دعویٰ نہیں کیا۔
عنبر سمجھ گیا تھا کہ بادشاہ اور شہزادے کو وزیر زہر دے رہا ہے وہ شاہی

دربار وں میں اس قسم کی سازشوں کو دیکھتا آیا تھا اس نے ایسے کئی وزیروں کو دیکھا تھا جنہوں نے تخت و تاج اپنے قبضے میں لینے کے لئے بادشاہ کو ہلاک کروا دیا اور ولی عہد شہزادے کو زہر دے کر مروا دیا عنبر کے لئے اس نتیجے پر پہنچنا کوئی مشکل بات نہیں تھی وہ یہ بھی سمجھ گیا تھا کہ بادشاہ ایک نیک دل بھولا بھالا انسان ہے جب کہ وزیر ایک مکار اور چالاک شخص ہے اس نے دل میں یہ پختہ ارادہ کر لیا کہ وہ بادشاہ اور شہزادے کی جان ہر قیمت پر بچائے گا۔

اس نے کہا۔

اے نیک دل بادشاہ! ٹھیک ہے آپ نے بہت حکیم دیکھے ہیں آپ کا اور شہزادے صاحب کا بہت سے حکیموں نے علاج کیا ہے لیکن مجھے یقین ہے کہ میرے علاج سے شہزادہ بھی اچھا ہو جائے گا اور آپ بھی تندرست ہو جائیں گے۔

وزیر نے مکاری سے کام لیتے ہوئے پوچھا۔

اچھا یہ بتاؤ کہ بادشاہ کو کیا بیماری ہے۔؟

عنبر نے پہلے ناگ کی طرف اور پھر وزیر کی طرف دیکھا وزیر کے چہرے پر عیاری تھی وہ چاہتا تھا کہ عنبر کچھ کہے اور وہ اسے جھٹلا دے مگر عنبر نے بھی سارے زمانے دیکھے تھے وہ اس قسم کے کئی وزیر دیکھ چکا تھا اس نے اصل بات چھپاتے ہوئے کہا۔

وزیر صاحب! میں ابھی کچھ نہیں بتا سکتا ہاں! بادشاہ سلامت کا علاج شروع کرنے کے بعد میں کہہ سکتا ہوں کہ انہیں کون سا روگ ہے۔

وزیر لاجواب ہو گیا اس نے کہا۔

تم علاج کس طرح شروع کرو گے؟

ناگ نے کہا۔

ہم بادشاہ سلامت کو سب سے پہلے الگ کمرے میں رکھیں گے اور پھر

ان کا علاج شروع کریں گے انہیں گرم پانی میں دوائیں ڈال کر غسل
دیں گے۔

بادشاہ نے کہا۔

ٹھیک ہے اے نوجوان حکیمو! تم میرا اور میرے شہزادے کا علاج آج
ہی سے شروع کر دو۔ چلو میرے ساتھ پہاڑی والے محل پر اور میرے
بیٹے کو بھی دیکھو، میں چاہتا ہوں کہ تم پہلے میرے شہزادے کا علاج کرو
وہ مجھ سے زیادہ بیمار ہے۔

عنبر نے سر جھکا کر کہا۔

ہم حاضر ہیں حضور!

بادشاہ نے حکم دیا کہ فوراً خاص سواری کا انتظام کیا جائے اسی وقت
سواری کا بندوبست ہو گیا اور بادشاہ، عنبر، اور ناگ وزیر کو لے کر
پہاڑی والے شاہی محل کی طرف روانہ ہو گیا وزیر پریشان تھا کہ کہیں

وہ لوگ بادشاہ اور شہزادے کو تندرست نہ کر دیں، وہ تو بادشاہ اور
شہزادے کو ہلاک کرنے کے جتن کر رہا تھا بہر حال وہ ساتھ ساتھ چلا
جا رہا تھا۔

پہاڑی والے محل میں عنبر اور ناگ نے شہزادے سے ملاقات کی۔
شہزادہ بہت بیمار تھا اور بستر سے اٹھ بھی نہیں سکتا تھا زہر نے اس پر
بہت اثر کر دیا تھا وہ مرنے کے قریب تھا ناگ نے شہزادے کی
آنکھوں میں زہر کو صاف پہچان لیا عنبر نے شہزادے کی نبض دیکھی تو
کانپ اٹھا نبض بڑی آہستہ آہستہ چل رہی تھی شہزادہ بڑی مشکل سے
بول سکتا تھا۔

عنبر نے پوچھا۔

شہزادہ سلامت، آپ کو بھوک لگتی ہے یا نہیں۔؟

شہزادے نے آہستہ سے کمزور آواز میں کہا۔

بہت کم.........بہت کم بھوک لگتی ہے۔

بادشاہ نے اپنے بیٹے کا یہ حال دیکھا تو اس کی آنکھوں میں آنسو آ گئے

اس نے کہا۔

میرے بیٹے! دیوتا تم پر مہربان ہو، تم نے یہ کیا حال بنا رکھا ہے۔

پھر عنبر نے کہا۔

پیارے حکیم! تم نوجوان ہو اور مجھے میرے بچے کی طرح عزیز ہو

دیوتاؤں کی قسم، اگر تم نے میرے بچے کو تندرست کر دیا تو میں ساری

زندگی تمہاری خدمت کرتا رہوں گا۔

عنبر نے کہا۔

اے نیک دل بادشاہ! آپ پہلے ہی رعایا کی بہت خدمت کر رہے

ہیں رعایا آپ کے گن گاتی ہے رعایا کے بچے بچے کی دعائیں آپ

کے اور آپ کے شہزادے کے ساتھ ہیں میں پوری کوشش کروں گا کہ

دیوتا اور میرا خدا آپ کے بچے کو اچھا کر دے۔

وزیر بڑا اینچ و تاب کھا رہا تھا اس نے کہا۔

حضور بادشاہ سلامت! ہمیں علاج شروع کرنے سے پہلے سوچ سمجھ

لینا چاہیے ان دونوں نوجوان حکیموں کو ہم نہیں جانتے یہ لوگ اجنبی

ہیں اور دوسرے ملک سے یہاں آئے ہیں دیوتا نہ کریں اگر کوئی خرابی

ہو گئی تو.........

نہیں نہیں وزیر صاحب، بادشاہ نے بات کاٹ کر کہا.........ہمیں ان

دونوں نوجوانوں پر پورا پورا بھروسہ ہے یہ ہمارے بیٹے کا علاج کریں

گے ہماری طرف سے انہیں اجازت ہے۔

وزیر کے پاس کوئی جواب نہیں تھا وہ خاموش ہو گیا۔

جیسے حضور کی مرضی۔

عنبر نے کہا۔

بادشاہ سلامت! میں اپنا علاج شروع کرنے سے پہلے چاہتا ہوں کہ
شہزادے کے کمرے کو دوسرے لوگوں سے بالکل خالی کر دیا جائے
اس کمرے میں سوائے آپ کے اور آپ کے شہزادے کے اور کوئی نہ
ہو۔

یہ بات وزیر کے لئے بہت فکر اور پریشانی والی بات تھی لیکن بادشاہ کو
عنبر پر اس قدر بھروسہ تھا کہ اس نے اسی وقت حکم دیا کہ کمرے سے
سب لوگ چلے جائیں بادشاہ کے حکم کے آگے کسی کی مجال نہیں تھی کہ
وہ انکار کر سکے چنانچہ چپکے سے وزیر اور اس کے دوسرے ساتھی
کمرے سے باہر نکل گئے۔ اب خواب گاہ میں بادشاہ ناگ عنبر اور
شہزادہ رہ گئے شہزادے پر نیم بے ہوشی طاری تھی وہ نہ بات کر سکتا تھا
اور نہ بستر پر ہل جل سکتا تھا۔

عنبر نے بادشاہ سے کہا۔

حضور! اگر آپ نے اپنا اور شہزادے کا علاج توجہ سے نہ کیا تو دونوں
کی جان کا خطرہ ہے یہ آپ کی خوش قسمتی ہے کہ میں اور میرا بھائی
یہاں آ گئے اس لئے کہ جو بیماری آپ کو اور شہزادے کو ہے اس کا
علاج سوائے ہمارے اور کسی کے پاس نہیں ہے۔

بادشاہ نے کہا۔

میرے بچے! میں ساری عمر تمہارا شکر گزار رہوں گا میں پوری توجہ سے
علاج کراؤں گا تم بے فکر ہو کر علاج کرو، پہلے یہ بتاؤ کہ شہزادے کے
بچنے کی کوئی امید ہے۔؟

عنبر نے کہا۔

پوری پوری امید ہے کہ شہزادہ سلامت رہے گا اگر ہم لوگ یہاں پہنچنے
میں دیر کر دیتے تو شہزادے کا بچنا محال تھا۔

بادشاہ نے پوچھا۔

میرے بچے یہ بتاؤ کہ شہزادے کو بیماری کون سی ہے ؟

عنبر نے کہا۔

بادشاہ سلامت! کیا آپ کو یقین ہے کہ اس وقت ہماری باتیں سوائے آپ کے اور ہمارے اور کوئی نہیں سن رہا؟

بادشاہ بولا۔

یقین کرو، ہم یہاں مکمل تنہائی میں ہیں اور ہماری باتیں کوئی غیر آدمی نہیں سن رہا۔

عنبر نے کہا۔

تو پھر غور سے سنیے میں آپ کو آپ کی اور شہزادے کی بیماری کی وجہ بیان کرنے لگا ہوں۔

بادشاہ آگے کو ہو کر سننے کے لئے بے تاب ہو گیا عنبر نے کہا،

بادشاہ سلامت آپ کو اور آپ کے شہزادے کو زہر دیا جا رہا ہے۔

بادشاہ ایک دم چونک پڑا........

کیا کہا زہر دیا جا رہا ہے۔؟

ہاں بادشاہ سلامت! زہر.......... آپ کو اور شہزادے کو زہر دیا جا رہا ہے یہ ایک بڑا ہی خطرناک زہر ہے اس کا اثر آہستہ آہستہ ہوتا ہے اور آدمی بستر پر پڑ جاتا ہے اور دھیرے دھیرے کمزور ہوتا ہوتا آخر ایک دن مر جاتا ہے آپ کو اور شہزادے کو بھی یہی زہر دیا جا رہا ہے۔

بادشاہ نے حیرانی سے پوچھا۔

مگر........ مگر یہ تم کیا کہہ رہے ہو میرے بچے! مجھے اور میرے بیٹے کو کون زہر دے سکتا ہے کیسے زہر دے سکتا ہے؟

عنبر نے کہا۔

یہ مت پوچھیں کہ آپ کو کون، کیوں اور کیسے زہر دے رہا ہے بس آپ یہ سمجھ لیں کہ کوئی آپ کا دشمن ہے جو آپ کو اور آپ کے بچے کو ہلاک

کرنا چاہتا ہے وہ آپ کو ختم کر کے کوئی مقصد حاصل کرنا چاہتا ہے۔

بادشاہ نے پوچھا۔

یہ زہر کیسے دیا جا رہا ہے۔

کھانے میں، پینے میں۔

لیکن..........لیکن مجھے کبھی محسوس نہیں ہوا کہ مجھے کھانے میں یا پینے میں کسی شے میں زہر دیا جا رہا ہے۔

ناگ نے کہا۔

بادشاہ سلامت! جو زہر آپ کو دیا جا رہا ہے اس کا ذائقہ پھیکا ہے اس کا رنگ بھی کوئی نہیں ہے۔

عنبر نے کہا۔

جہاں تک میرا خیال ہے یہ زہر آپ کو اور شہزادے کو کھانے میں ملا کر دیا جا رہا ہے۔

بادشاہ سر پکڑ کر رہ گیا۔

پھر اس کا کیا علاج ہو سکتا ہے۔

عنبر نے کہا۔

شہزادے کے اندر زہر بری طرح اثر کر چکا ہے زہر کا اثر آپ پر بھی ہوا ہے سب سے پہلے تو ہمیں یہ کام کرنا ہوگا کہ آگے سے زہر جسم کے اندر جانا بند ہو جائے اس کے بعد اس زہر کا علاج کریں گے جو جسم کے اندر جا چکا ہے۔

بادشاہ نے پوچھا۔

کیا ہم کھانا پینا بند کر دیں؟

ناگ نے کہا۔

نہیں بادشاہ سلامت! آپ کے اور شہزادے کے کھانے پینے کا معائنہ میں کیا کروں گا..........کوئی بھی شے مجھے دکھائے بغیر آپ کو

اور شہزادے کو نہیں دی جائے گی۔

بادشاہ بولا۔

بہت خوب......... میں تم کو اس کی اجازت دیتا ہوں تم آج سے
شاہی باورچی خانے کے محافظ ہو مگر کیا تمہیں معلوم ہو جائے گا کہ اس
کھانے یا پانی میں زہر ہے؟

ناگ مسکرایا عنبر نے کہا۔

یہ بات آپ ہم پر چھوڑ دیں میرے بھائی ناگ میں یہ قابلیت ہے کہ
یہ کسی بھی شے کے اندر چھپے ہوئے زہر کو دیکھ کر سونگھ کر پہچان لیتا ہے۔

مگر میرا ایسا دشمن کون ہے جو میرے خاندان کو تباہ کرنے کی فکر میں
ہے۔؟

عنبر نے کہا۔

آپ ابھی یہ بات نہ چھیڑیں، ابھی اس بات کو بھول جائیں کہ دشمن

کون ہے اور وہ کیوں ایسا کر رہا ہے ابھی تو ہمیں صرف زہریلے
کھانے پینے کو روکنا اور آپ کے جسم والے زہر کا علاج کرنا ہے۔
اس کے بعد جب شہزادہ اور آپ تندرست ہو جائیں گے تو یہ بھی سوچ
لیں گے کہ ہمارا دشمن کون ہے اور آپ فکر نہ کریں خدا نے چاہا تو ہم
آپ کو آپ کا دشمن بھی بتا دیں گے۔

بادشاہ نے کہا۔

پیارے نوجوانو! تم دیوتاؤں کی رحمت بن کر میرے محل میں آئے
ہو.......... میں تمہاری مہربانیوں کا جس قدر بھی شکر ادا کروں کم ہو
گا............

عنبر نے کہا۔

اس کی کوئی ضرورت نہیں بادشاہ سلامت! ہم آپ کے شاہی خاندان
کو آپ کے نیک اور رعایا سے محبت کرنے والے خاندان کو تباہی سے

بچانا چاہتے ہیں یہ ہمارا اخلاقی اورانسانی فرض ہے۔اب آپ ایسا
کریں کہ فوراً ہمیں کنول کے پھولوں کے سیاہ بیج منگوادیں۔

بادشاہ نے تالی بجائی،ایک نوکر اندر آ کر جھک گیا۔

حکم عالی سرکار۔؟

بادشاہ نے کہا۔

فوراً کنول کے سیاہ بیج لائے جائیں۔

بہت بہتر سرکار۔

ملازم چلا گیا،تھوڑی دیر بعد سونے کی تھالی میں رکھے ہوئے کنول کے
سیاہ بیج پیش کر دیے گئے عنبر اور ناگ نے مل کر انہیں پیسا اس میں
ایک خاص دوائی ملائی،اور شہزادے کو دودھ کے ساتھ پلا دی بادشاہ کو
بھی وہی دوائی پلا دی۔

یہی دوائی ہم رات کو سونے سے پہلے ایک بار پھر پلائیں گے بادشاہ

نے کہا۔

آپ دونوں ہمارے شاہی مہمان ہوں گے آپ شہزادے کے ساتھ
والے کمرے میں رہیں گے آپ کو یہاں کسی قسم کی تکلیف نہیں ہوگی
جس چیز کی ضرورت ہوگی وہ آپ کے قدموں میں لا کر رکھ دی جائے
گی آپ کسی کو بھی حکم کریں آپ کے حکم کی فوراً تعمیل کی جائے گی۔

پہاڑی والا محل

وزیر کو جب معلوم ہوا کہ ناگ باورچی خانے کا محافظ لگا دیا گیا ہے تو وہ بڑا اسٹ پٹایا۔

مگر بادشاہ کے حکم کے آگے وہ کچھ نہیں کرسکتا تھا بادشاہ کا حکم وہ بھی نہیں ٹال سکتا تھا جب تک بادشاہ زندہ تھا اسے اس کا حکم ماننا ہی پڑتا تھا اس نے شاہی باورچی کو بلایا جو اس کے ساتھ ملا ہوا تھا، اس کے ساتھ ہی وزیر نے چپکے سے سپہ سالار کو بھی بلالیا۔

یہ کم بخت دونوں حکیموں عنبر اور ناگ نے آ کر ہمارے لئے ایک نئی مصیبت پیدا کردی ہے وہ شاہی باورچی خانے کا محافظ بن گیا ہے بادشاہ کو اور شہزادے کو دیا جاتے والا کھانا اور پانی وہ خود جانچا کرے گا یہ تو بڑا کام خراب ہو گیا اس کم بخت کو معلوم ہو جائے گا کہ کھانے پینے میں زہر ملا ہوا ہے۔

سپہ سالار نے کہا۔

مگر اسے کس طرح معلوم ہوگا کہ کھانے میں زہر ہے؟ زہر تو پھیکا ہے بے رنگ ہے وہ تو نہ دیکھا جا سکتا ہے اور نہ سونگھا جا سکتا ہے اسے چکھ کر بھی معلوم نہیں کیا جا سکتا۔

وزیر نے کہا۔

لیکن ایسا لگتا ہے کہ یہ بڑے زبردست حکیم ہیں ان کم بختوں کو پتا چل جائے گا کہ کھانے میں زہر ہے۔

باورچی نے کہا۔

سرکار! آپ کیسی باتیں کرتے ہیں میں کس دن کے لئے آپ کا نمک کھا رہا ہوں، دیوتاؤں کی قسم آج سے ایسی استادی کے ساتھ زہر ملاؤں گا کہ ناگ حکیم کا باپ بھی آجائے تو معلوم نہ کر سکے گا کہ کھانے میں زہر ملا ہوا ہے۔

وزیر بولا۔

رسکو تو یہ بڑی اچھی بات ہوگی ورگرنہ میں تو ناامید ہو چلا
تھا۔

شاہی باورچی نے کہا۔

سرکار ناامید ہونے کی ضرورت ہی نہیں، آپ کا غلام کس لئے زندہ
ہے؟ آخر ہم سو پشت سے شاہی خاندانوں کے کھانے پکا رہے ہیں
اور بادشاہوں کو زہر دے رہے ہیں ہمارا تجربہ کب کام آئے گا آپ
ذرا آج ناگ کو آنے تو دیں میں زہر ملاؤں گا اور دیکھوں گا وہ کیسے
معلوم کرتا ہے کہ کھانے میں زہر ہے۔

سپہ سالار نے پوچھا۔

شاہی باورچی! تم کرو گے کیا؟ کون سی استادی لگاؤ گے زہر ملانے
میں؟ کچھ ہمیں بھی تو پتہ چلے۔؟

شاہی باورچی نے کہا۔

اگر آپ مجھ سے میرا شاہی خاندانی راز معلوم ہی کرنا چاہتے ہیں تو
سنیئے میں آج رات بادشاہ اور شہزادے کے کھانے میں زہر نہیں ملاؤں
گا۔

وزیر نے حیرانی سے پوچھا۔

تو پھر کیا کرو گے؟

سرکار میں کھانے میں زہر نہیں ملاؤں گا بلکہ ان چمچوں کے ساتھ زہر لگا
دوں گا جن سے شہزادہ اور بادشاہ چاول کھاتے ہیں کیوں کیسی ترکیب
ہے؟

سپہ سالار اور وزیر خوش ہو کر بولے۔

شاباش! تم نے بڑی اچھی ترکیب سوچی ہے اس طرح سے تو ساری
زندگی ناگ کو پتا نہیں چل سکتا کہ بادشاہ اور شہزادے کو زہر دیا جا رہا

ہے۔

شاہی باورچی نے غرور سے گردن اکڑا کر کہا۔

حضور! یہ لونڈے دوبارہ پیدا ہو کر بھی آ جائیں تو میری ہوشیاری اور تجربے کا مقابلہ نہیں کر سکتے۔

شاباش! تم آج سے کھانے کی بجائے چمچوں کے ساتھ زہر لگایا کرو، ہم چاہتے ہیں کہ اب جلدی سے جلدی بادشاہ اور شہزادے کا خاتمہ ہو جائے میں اگر چاہوں تو آج رات کو ہی تلوار کا وار کر کے دونوں کو ختم کر سکتا ہوں مگر میں ایسا نہیں کرنا چاہتا اس طرح رعایا ہمارے خلاف اٹھ کھڑی ہو گی کہ ہم نے بادشاہ اور شہزادے کو قتل کر دیا ہے رعایا ان دونوں سے بہت محبت کرتی ہے میں چاہتا ہوں کہ یہ دونوں بادشاہ اور شہزادہ بیمار رہ کر آہستہ آہستہ مر جائیں تا کہ رعایا یہی سمجھے کہ یہ بیمار رہ کر قدرتی طور پر مر گئے ہیں۔

شاہی باورچی نے کہا۔

فکر نہ کریں حضور ایسا ہی ہوگا، میں زہر زیادہ لگاؤں گا دیوتاؤں نے چاہا تو دو تین روز کے اندر اندر ان دونوں کا خاتمہ ہو جائے گا۔

سپہ سالار کہنے لگا۔

اگر تم بادشاہ اور شہزادے کو جلدی ختم کر دو تو میں تمہیں دریا پار کے سارے گاؤں دے دوں گا، تم اور تمہارا خاندان دریا پار کی ساری زمین اور وہاں کے گاؤں کا مالک ہوگا،

شاہی باورچی نے جھک کر کہا۔

حضور کا اقبال بلند ہو .... بادشاہ اور شہزادے کو ایک ہفتے کے اندر اندر ختم کر دیا جائے گا بادشاہوں کو زہر دینے کا میں خاندانی نسخہ استعمال کروں گا۔

ٹھیک ہے تم باورچی خانے میں جا کر اپنا کام کرو۔

شاہی باورچی سلام کر کے چلا گیا، سپہ سالار اور وزیر دیر تک ایک دوسرے کے ساتھ سر جوڑ کر باتیں کرتے رہے کہ کس طرح بادشاہ اور شہزادے کی موت کے بعد انہوں نے ملک پر حکومت کرنی ہے تخت و تاج پر قبضہ کرنا ہے رعایا کو یہ یقین دلانا ہے کہ بادشاہ اور شہزادہ قدرتی موت مرے ہیں وزیر نے کہا۔

ہمیں بادشاہ اور شہزادے کی موت پر دوسرے لوگوں سے زیادہ سوگ منانا ہوگا بڑا ماتم کرنا ہوگا تاکہ رعایا کو یہ یقین ہو جائے کہ ہمیں بادشاہ کی موت کا بڑا صدمہ ہوا ہے۔

سپہ سالار نے کہا۔

ایسا ہی کریں گے لیکن جب تم بادشاہ بن جاؤ تو مجھے وزیر بنانا مت بھولنا۔

ہرگز نہیں بھول سکتا، جو شخص میری مدد کرتا ہے میں اسے کبھی فراموش

نہیں کرتا، میں جس روز شاہی تخت پر بیٹھ کر تاج سر پر رکھوں گا اسی روز تم کو وزیر بنانے کا اعلان کر دوں گا۔

پھر تم بھی فکر نہ کرو، ساری فوج تمہارے ساتھ ہوگی لیکن اگر تم اپنے وعدے سے پھر گئے تو پھر میں فوج کو شاہی محل پر حملہ کرنے کا حکم دے دوں گا۔

وزیر نے کہا۔

ایسا کبھی نہیں ہوگا، دوست! کبھی نہیں ہوگا!

دونوں، وزیر اور سپہ سالار اپنی نئی سازش کا خیال دل میں لے کر وہاں سے چلے گئے انہیں معلوم تھا کہ بادشاہ اس وقت تک پہاڑی والے محل میں ہی رہے گا جب تک کہ عنبر اور ناگ شہزادے کا مکمل علاج نہیں کر لیتے شاہی باورچی کی نئی ترکیب پر وزیر اور سپہ سالار بڑے خوش اور مطمئن تھے انہیں دل سے یقین تھا کہ عنبر اور ناگ کبھی یہ معلوم

نہ کرسکیں گے کہ کھانے کے چمچوں کے ساتھ بے رنگ بے ذائقہ اور
نظر نہ آنے والے زہر کا سفوف مل دیا گیا ہے سپہ سالار بھی وزیر کے
ساتھ چالاکی کر رہا تھا جس طرح کہ وزیر اس کے ساتھ مکاری سے
کام لے رہا تھا وزیر نے دل میں فیصلہ کر رکھا تھا کہ جونہی شہزادے اور
بادشاہ کی موت کے بعد اس نے تخت پر قبضہ کیا وہ سپہ سالار کو اسی وقت
قتل کرادے گا کیونکہ جو سپہ سالار بادشاہ سے غداری کرسکتا ہے وہ
وزیر سے بھی غداری کرسکتا تھا دوسری طرف سپہ سالار نے بھی دل
میں ٹھان رکھی تھی کہ بادشاہ اور شہزادے کی موت کی خبر آتے ہی وہ
وزیر کو قتل کروادے گا اور فوج میں یہ مشہور کردے گا کہ وزیر نے بادشاہ
اور شہزادے کو زہر دے کر ہلاک کیا ہے تاکہ فوج کی ہمدردیاں سپہ
سالار کے ساتھ ہو جائیں اس لئے کہ فوج بادشاہ سے محبت کرتی تھی
اگر ایسی بات نہ ہوتی تو سپہ سالار کب کا بادشاہ کو ختم کر کے تخت پر قبضہ

جما چکا ہوتا۔

عنبر اور ناگ کو بیمار شہزادے کے ساتھ والا شاہی کمرہ دے دیا گیا اس
کے ساتھ ہی شاہی باورچی خانہ تھا جہاں شاہی باورچی نے چمچے کے
ساتھ زہر کا سفوف ملا دیا تھا تاکہ رات کے کھانے پر شہزادے اور
بادشاہ کو روز کی طرح زہر کی خوراک ملتی رہے عنبر اور ناگ نے کنول
کے بیج شہزادے اور بادشاہ کو پلا دیے تھے اب وہ اپنے کمرے میں آ
گئے عنبر نے ناگ سے کہا۔

ناگ مجھے یقین ہے کہ یہ وزیر ہی ہے جو شاہی باورچی کے ساتھ مل کر
بادشاہ اور شہزادے کو زہر کھلا رہا ہے۔

ناگ نے کہا۔

اس میں شک کی کوئی وجہ ہی نہیں ظاہر ہے وزیر ان دونوں کو قتل کر کے
خود بادشاہ بننا چاہتا ہے اور سپہ سالار جو ہے وہ وزیر کے ساتھ سازش

میں ملا ہوا ہے۔

اس کا مطلب یہ ہے کہ ہمیں بڑا ہوشیار رہنا پڑے گا کیونکہ ہمارا مقابلہ دو دھاری تلوار سے ہے۔

تم فکر نہ کرو عنبر! کم از کم آج کے بعد سے بادشاہ اور شہزادے کو کھانے میں یا پانی وغیرہ میں زہر بالکل نہیں ملے گا۔

اور اگر زہر نہ ملا تو میں دو روز میں بادشاہ اور شہزادے کو تندرست کر دوں گا۔

شام کو عنبر جا کر ماریا کو بھی پہاڑی والے شاہی محل میں لے آیا اس کی آمد کی کسی کو خبر نہ ہوئی کیونکہ وہ کسی کو نظر نہیں آ رہی تھی عنبر اور ناگ نے بادشاہ کی بیماری وزیر اور سپہ سالار کی سازش اور شاہی باورچی کے ہاتھوں زہر کھلانے کی ساری باتیں ماریا کو سنا دیں تا کہ وہ بھی اپنے دوستوں اور دشمنوں سے خبردار رہے۔ رات کے کھانے کا معائنہ

کرنے کے لئے ناگ باورچی خانے کی طرف آ گیا۔

عنبر کا اغوا

شاہی باورچی ناگ سے پہلے ہی ہوشیار ہو چکا تھا۔

اسے معلوم تھا کہ آج رات شہزادے اور بادشاہ کو جو کھانا جائے گا اس کی نگرانی ناگ کرے گا وہ اس کا معائنہ بھی کرے گا اور یہ دیکھے گا کہ کہیں اس کے اندر زہر ملا ہوا تو نہیں ہے؟ شاہی باورچی نے خاص طور پر کھانے میں زہر نہیں ڈالا تھا بلکہ زہر کھانے والے چمچوں کے

ساتھ لگا دیا گیا تھا ناگ باورچی خانے میں داخل ہوا تو باورچی نے
بڑے ادب سے اٹھ کر اسے سلام کیا۔

خوش آمدید حضور! یہ ہماری خوش قسمتی ہے کہ آپ ہمارے باورچی
خانے میں تشریف لائے فرمایئے آپ اس وقت کیا کھانا پسند کریں
گے۔؟

ناگ اچھی طرح جانتا تھا کہ وزیر اس باورچی کے ساتھ مل کر بادشاہ
اور شہزادے کو زہر دے رہا ہے باورچی سے ملے بغیر یہ خطرناک کھیل
کھیلا ہی نہیں جا سکتا تھا وہ صرف یہ دیکھنا چاہتا تھا کہ باورچی نے
شاہی کھانے میں زہر کس قدر اور کتنی مقدار میں ملایا ہے اس نے کہا۔

تمہارا شکریہ میاں۔ میں اس وقت کچھ نہیں کھاؤں گا۔

باورچی نے خوشامد کرتے ہوئے کہا۔

تو پھر سرکار پھلوں کا رس ہی پی لیجیے۔ کم از کم ہماری دلجوئی ہی ہو جائے

گی۔

ناگ باورچی کی باتونی اور لچھے دار خوشامدانہ باتوں سے تنگ آ گیا تھا
اس نے کہا۔

اچھا بھائی مجھے ایک گلاس انناس کا رس پلا دو۔

زہے نصیب! زہے نصیب!

باورچی نے چاندی کا ایک گلاس بھر کر ناگ کو پیش کیا ناگ نے انناس
پی کر گلاس تپائی پر رکھا تو باورچی نے پوچھا۔

حضور کیسا تھا شربت۔؟

بہت اچھا تھا۔

سرکار یہ خاص شاہی باغات میں اُگے ہوئے پھلوں کا رس تھا اور حضور
اس کو آپ کے خادم نے خاص اپنے ہاتھوں سے تیار کیا تھا۔

شکریہ۔

ناگ نے بات پلٹتے ہوئے کہا۔

یہ بتاؤ کہ شاہی محل میں جانے والے کھانے کا طشت لگا دیا گیا ہے؟

باورچی بولا۔

جی ہاں حضور! کھانا لگا دیا گیا ہے بس آپ کا انتظار تھا کہ آپ تشریف لائیں اور کھانے کا معائنہ کریں تا کہ اسے بادشاہ اور شہزادے کے حضور میں پیش کیا جائے دیوتاؤں کی لعنت ہو اس شخص پر جس نے ہمارے پیارے بادشاہ اور نیک دل شہزادے کو بیمار کیا۔

سرکار! بھلا یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ میرے ہوتے ہوئے کوئی کھانے میں زہر ملا سکے۔ میں تو ایسے غدار کی گردن اتار کر رکھ دوں۔

ناگ نے مسکرا کر کہا۔

کوئی بات نہیں۔ اگر مجھے اس کا پتا چل گیا تو میں خود اس کی گردن اتار دوں گا۔

باورچی نے کہا۔

سرکار! ہم اپنے بادشاہ سلامت کا نمک کھاتے ہیں بھلا ہم کبھی یہ برداشت کر سکتے ہیں کہ ہمارے بادشاہ سلامت کو ہلاک کرنے کی کوشش کی جائے؟

ٹھیک ہے میاں! کوئی بھی یہ نہیں چاہتا اچھا اب ذرا کھانا میرے پاس لے آؤ۔

بہت بہتر حضور۔

باورچی نے ملازموں کو حکم دیا وہ کھانے کا طشت لے کر ناگ کے سامنے رکھ کر ہاتھ باندھے کھڑے ہو گئے ناگ کے سامنے طشت میں قسم قسم کے کھانے لگے ہوئے تھے اس نے سب سے پہلی طشتری اٹھا کر اسے غور سے دیکھا ناگ چونکہ خود سانپ تھا اس لئے اس کو زہر کا فوراً معلوم ہو جاتا تھا باورچی بڑے غرور سے پاس ہی کھڑا ناگ کو

غور سے دیکھ رہا تھا ناگ نے پہلی طشتری رکھ دی اس میں زہر نہیں تھا
دوسری طشتری اٹھا کر اسے غور سے دیکھا اور وہ بھی طشت میں رکھ دی
اس میں بھی زہر نہیں ملا ہوا تھا........

ناگ نے باری باری ساری طشتریاں اٹھا اٹھا کر غور سے دیکھیں انہیں
چکھا بھی کسی میں بھی زہر نہیں ملا ہوا تھا.............وہ بڑا حیران ہوا
کہ اگر اس کھانے میں زہر نہیں ہے تو پھر بادشاہ اور شہزادے کو کون
زہر دے رہا ہے پانی میں بھی زہر نہیں تھا ناگ نے ایک بات وہاں
بیٹھتے ہی محسوس کی تھی کہ اسے باورچی خانے سے زہر کی ہلکی ہلکی بو آ
رہی تھی یہ بو صرف ناگ ہی محسوس کر سکتا تھا لیکن یہ بات معلوم نہیں ہو
رہی تھی کہ آخر وہ زہر کہاں ہے باورچی بڑا خوش ہو رہا تھا کہ ناگ زہر
تلاش کرنے میں ناکام رہا ہے وہ اٹھ کر دوسری طرف گیا تو ناگ نے
ایک چمچہ کو پکڑ کر سونگھا چمچہ کے سونگھتے ہی ساری بات کھل گئی چمچہ کے

ساتھ زہر لگا دیا گیا تھا اس نے باری باری چاروں چمچے دیکھے چاروں
کے ساتھ بڑا ہی قاتل اور مہلک زہر لگا ہوا تھا ناگ نے بڑی ہوشیاری
سے چاروں چمچے جیب میں رکھ لیے اور اس کی جگہ دوسرے طشت
میں سے چار چمچے اٹھا کر رکھ دیے۔

باورچی کمرے سے باہر آیا تو اس کے ہاتھ میں سونے کا جگ تھا جس
میں پانی بھرا ہوا تھا۔

ناگ نے کہا۔

ٹھیک ہے میں نے کھانے کا معائنہ کر لیا ہے اس میں کچھ بھی نہیں ہے
کھانا بادشاہ کے محل میں لے جاؤ۔

ملازم طشت کندھوں پر رکھ کر بادشاہ کے کمرے میں چلے گئے۔

ناگ نے کہا۔

میاں باورچی! ہمیں بڑی خوشی ہوئی ہے کہ تمہاری نگرانی میں بادشاہ

سلامت اور شہزادے کو بڑا اچھا کھانا مل رہا ہے یہ محض افواہ تھی کہ کھانے میں زہر ملایا جاتا ہے میں نے پوری طرح سے ایک ایک چیز کو جانچ کر دیکھا ہے کسی بھی کھانے میں کوئی خطرناک یا زہریلی شے نہیں ملی ہوئی۔

باورچی خوش ہوکر بولا۔

سرکار! یہ سب ہوائیاں ہمارے دشمن اڑاتے ہیں بات اصل میں یہ ہے کہ میرے دشمن یہ چاہتے ہیں کہ وہ میری جگہ شاہی باورچی بن کر عیش کریں بس وہ میرے خلاف کوئی نہ کوئی سازش کرتے ہی رہتے ہیں مگر سرکار میری نیت صاف ہے میں ایک ایماندار آدمی ہوں میں اپنے بادشاہ سلامت سے پیار کرتا ہوں اور ان کی بھلائی چاہتا ہوں میرا کوئی کچھ نہیں بگاڑ سکتا۔

ناگ کہنے لگا۔

شاباش! تم واقعی ایک نیک اور اچھے انسان ہو۔

اتنا کہہ کر ناگ باورچی خانے سے اٹھ کر بادشاہ اور شہزادے کے کمرے میں آ گیا شاہی باورچی نے اسے باہر جاتے دیکھا تو بڑا خوش ہوا کہ اس کی سازش کا ناگ کو پتا نہیں چل سکا اور زہر پچھوں اور پانی میں مل کر بادشاہ اور شہزادے کے دسترخوان پر پہنچ گیا ہے۔

ناگ سیدھا بادشاہ کے پاس آ کر بیٹھ گیا وہ کھانا کھانے والا تھا اس نے ناگ سے پوچھا۔

کیوں بیٹے ناگ۔ تم پوری طرح سے مطمئن ہو کہ کھانے میں کوئی زہریلی شے نہیں ہے؟

ناگ نے کہا۔

جی نہیں۔ کھانا بالکل محفوظ ہے............ ہاں جگ والا پانی نہ پئیں۔

کیا اس میں زہر ہے۔؟

جی ہاں.......

بادشاہ غصے سے بولا۔

اگر پانی میں زہر ہے تو یہ سوائے باورچی کے اور کسی کی شرارت نہیں
میں ابھی اسے بلا کر پوچھتا ہوں اور جرم ثابت ہو جانے پر اسے قید
میں ڈالے دیتا ہوں.......

ناگ نے بادشاہ کو یہ بالکل نہیں بتایا تھا کہ چمچے کے ساتھ بھی زہر لگا تھا
جنہیں اس نے بدل دیا ہے پانی والے زہر کے بارے میں بھی اسے
علم تھا وہ نہیں چاہتا تھا کہ پورے ثبوت کے بغیر وہ شاہی باورچی
پر ہاتھ ڈالے وہ اپنی طرف سے پوری تسلی کرنا چاہتا تھا اور یہ معلوم کرنا
چاہتا تھا کہ باورچی کے ساتھ اور کون کون شریک ہے اگر وہ بادشاہ کو
بتا دیتا کہ کھانے میں زہر باورچی ملا رہا ہے تو بادشاہ اسے فوراً قتل کروا
دیتا اور باورچی کی موت کے بعد بادشاہ کے دشمنوں کے بارے میں

کبھی یہ معلوم نہیں ہو سکتا کہ وہ کہاں ہیں اور بادشاہ کے خلاف کیا
سازش کر رہے ہیں۔

ناگ خاموشی سے شاہی باورچی کی نگرانی کر کے اس کے ساتھیوں کا
بھی پتا چلانا چاہتا تھا چنانچہ اس نے بادشاہ سے کہا۔

نہیں بادشاہ سلامت! مجھے شاہی باورچی پر بالکل شک نہیں ہے وہ
ایک وفادار خادم ہے پانی میں زہر کسی باہر کے انسان نے ملایا ہے جو
آپ کے خاندان کا دشمن ہے میں کوشش کر رہا ہوں ضرور اس کا پتا
چلا لوں گا۔

بادشاہ کے لئے فوراً دوسرا پانی لایا گیا۔

پانی کا سونے کا جگ واپس باورچی خانے میں پہنچا تو باورچی کا ماتھا
ٹھنکا کہ ناگ نے زہر کا کھوج لگا لیا ہے مگر اسے یہ تسلی ضرور تھی کہ
بادشاہ جس چمچے کے ساتھ کھانا کھائے گا اس کا زہر بادشاہ کے جسم میں

ضرور چلا جائے گا اسے یہ خبر ہی نہیں تھی کہ ناگ نے چمچے بھی بدل دیے ہیں بادشاہ اور شہزادے نے کھانا کھا لیا۔ ناگ ان سے اجازت لے کر اپنے کمرے میں ماریا اور عنبر کے پاس آ گیا۔ ان کو ساری بات سنائی کہ باورچی نے کھانے میں تو زہر نہیں ڈالا تھا مگر چمچے کے ساتھ زہر ملا دیا تھا اور پانی زہریلا تھا عنبر بولا۔

اس باورچی کے ساتھ وزیر اور سپہ سالار بھی ملے ہوئے لگتے ہیں ہمیں ان کا بھی پورا پورا کھوج لگانا ہوگا۔

ماریا نے کہا۔

ہمارے پاس ان کے خلاف کوئی ٹھوس ثبوت ہونا بہت ضروری ہے۔

ناگ نے کہا۔

فکر نہ کرو، اس کا بندوبست بھی ہو جائے گا پہلے مجھے ثبوت مل جائے کہ وزیر اور سپہ سالار سازش میں شریک ہیں اس کے بعد میں انہیں گرفتار کروا کر جیل میں ڈلوا دوں گا۔

عنبر نے باقاعدہ بادشاہ اور شہزادے کا علاج شروع کر دیا تھا ناگ ہر روز اپنی نگرانی میں بادشاہ اور شہزادے کو کھانا کھلاتا اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ بادشاہ اور شہزادے کی صحت ٹھیک ہونے لگی وہ تندرست ہونا شروع ہو گئے کہاں تو شہزادہ اپنے بستر سے اٹھ نہیں سکتا تھا اور کہاں اب یہ حالت ہو گئی کہ شہزادے نے بستر پر سے اٹھ کر ٹہلنا شروع کر دیا تھا........ اس کے چہرے پر زردی کی جگہ سرخی آ گئی تھی بادشاہ کے چہرے کا رنگ بھی بدل گیا تھا اس کی صحت بھی اچھی ہو گئی تھی۔

وزیر اور سپہ سالار کو پریشانی ہو گی کہ ان کی سازش تو ناکام ہو رہی ہے وہ بادشاہ اور شہزادے کو جلدی سے جلدی ہلاک کر کے تخت پر قبضہ کرنا چاہتے تھے اور وہ دونوں تندرست ہونا شروع ہو گئے تھے عنبر کی جڑی بوٹیوں کے استعمال سے شہزادہ بہت ٹھیک ہو گیا اب وہ دربار میں بھی

جانے لگا تھا سارے درباری اور رعایا بڑی خوش تھی کہ ان کا بادشاہ اور
شہزادہ صحت مند ہو گئے ہیں عنبر اور ناگ کی بے حد عزت کی جاتی تھی
شہر کے سارے مندروں میں شکرانے کی دعائیں مانگی گئیں غریبوں
میں کھانا تقسیم کیا گیا۔

ایک روز وزیر نے سپہ سالار کو بلایا اور تشویش سے کہا۔

پانسہ الٹ گیا ہے ہمارا سارا کیا کرایا دھرے کا دھرا رہ گیا ہے ہم نے
جو کچھ سوچا تھا اسے اس عنبر اور ناگ نے برباد کر دیا ہے جب تک یہ
دونوں اس محل میں ہیں ہماری کوئی سازش کوئی چال کامیاب نہیں ہو
سکتی۔

سپہ سالار نے مونچھوں پر تاؤ دے کر کہا۔

ان کو ٹھکانے لگانا کوئی مشکل کام نہیں اگر تم کہو تو میں آج ہی ان
دونوں کا کام تمام کرا دیتا ہوں۔

وزیر بولا۔

اجازت کیسی بھائی یہ کام تو ہمیں ہر حال میں کرنا ہے اگر یہ زندہ رہے
تو ہم ساری زندگی اپنے مقصد میں کامیاب نہ ہو سکیں گے ان کو فوراً
قتل کروا کر ان کی لاشیں گم کرا دو، شاہی محل میں یہی مشہور ہو جائے گا
کہ وہ کہیں چلے گئے ہیں۔

سپہ سالار بولا۔

ٹھیک ہے میں یہ کام آج رات ہی کرا دوں گا میرے خاص آدمی عنبر کو
اٹھا کر دریا کنارے لے جائیں گے اور وہاں جا کر اسے قتل کر کے
لاش دریا میں بہا دیں گے میرے لئے یہ بڑا ہی معمولی کام ہے۔

ٹھیک ہے اس کے بعد ناگ کو بھی اسی طرح ختم کر دیا جائے گا۔

تو یہ کام آج رات ہی ہو جانا چاہیے۔

فکر نہ کرو، آج ہی ہو گا یہ کام .... کل عنبر اس دنیا میں نہیں ہو

گا۔

وزیر نے کہا۔

لیکن یہ قتل بڑی رازداری سے ہونا چاہیے کسی کو کانوں کان خبر تک نہ ہو کہ ہم نے عنبر کو ختم کر دیا ہے اس لئے کہ عنبر اس وقت بادشاہ کا خاص آدمی ہے رعایا بھی اس کی بڑی عزت کرتی ہے۔ درباری اور شاہی محل کے لوگ بھی اس سے پیار کرتے ہیں فوج بھی اسے پسند کرتی ہے کیونکہ اس کی وجہ سے بادشاہ اور شہزادے کو صحت ملی ہے۔

سپہ سالار بولا۔

میں کوئی بچہ نہیں ہوں یہ کام بڑی رازداری سے ہی ہو گا باری باری دونوں بھائی ہلاک کر دیے جائیں گے اور کسی کو ہم پر شبہ تک نہیں ہو گا۔

تو فوراً جا کر ان آدمیوں کا بندوبست کرو جو عنبر کو راتوں رات اٹھا کر

دریا پر لے جا کر قتل کریں گے۔

سپہ سالار وزیر سے رخصت ہو کر اپنے محل میں چلا گیا اس نے اسی وقت چار بڑے ہٹے کٹے اور بہادر سپاہیوں کو تیار کیا ان کا کام یہ تھا کہ عنبر کو اس کے کمرے سے اغوا کر کے دریا کنارے لے جائیں اور وہاں جا کر ہلاک کریں اور پھر لاش کو ٹکڑے ٹکڑے کر کے دریا کی لہروں میں بہا دیں یہ آدمی بڑے بے ڈر اور دلیر تھے وہ اس سے پہلے کئی درباریوں کو ہلاک کر چکے تھے وہ سپہ سالار کا حکم پا کر وہاں سے چلے گئے اور عنبر کے محل کے ادھر اُدھر اندھیرے میں چھپ کر عنبر کا انتظار کرنے لگے کہ وہ باہر نکلے اور یہ اسے اٹھا کر لے جائیں۔

رات ہو گئی تھی بادشاہ اور شہزادے کو دوا کھلا کر عنبر شاہی خواب گاہ سے باہر نکل کر اپنے کمرے کی طرف آ رہا تھا کہ راہداری اندھیرے میں اچانک چار طرف سے اس پر سپاہیوں نے حملہ کر دیا۔

دو سپاہیوں نے اس کے منہ پر کپڑا ڈال کر اسے بے بس کر دیا اور باقی
دو سپاہیوں نے اسے پکڑ کر اٹھا لیا، وہ اسے لے کر محل کے باہر پچھلی
طرف آ گئے یہاں انہوں نے عنبر کے منہ میں کپڑا ٹھونس دیا تا کہ وہ
آواز نہ نکال سکے انہوں نے عنبر کو گھوڑے پر ڈالا اور اسے سرپٹ
دوڑاتے دریا کی طرف اٹھ دوڑے.....

سمندر میں زندہ لاش

عنبر کی مشکیں کسی ہوئی تھیں۔

اس کے منہ میں کپڑا ٹھونسا ہوا تھا مگر اسے پورا پورا ہوش تھا وہ جان گیا
تھا کہ اسے وزیر اور سپہ سالار کے آدمی اغوا کر کے لے جا رہے ہیں وہ
دل ہی دل میں بے فکر اور مطمئن تھا اسے معلوم تھا کہ یہ لوگ ساری
زندگی بھی لگے رہیں تو اسے مار نہیں سکتے دریا کنارے پہنچ کر سپاہیوں
نے گھوڑے روک لیے .... سردار سپاہی بولا۔

اس کمبخت کو زمین پر ڈال دو۔

سپاہی نے عنبر کو رسیوں میں بندھے بندھائے زمین پر ڈال دیا سردار
نے حکم دیا کہ عنبر کا سارا جسم تیروں سے چھلنی کر کے اسے دریا میں
پھینک دیا جائے عنبر نے سردار کا یہ حکم سنا تو پریشان ہوا اسے تیروں
کے لگنے کا تو کوئی غم ہی نہیں تھا اگر غم تھا تو یہ کہ نہ جانے دریا میں بہتا وہ
کہاں جا پہنچے؟ وہ ناگ اور ماریا سے دور نہیں ہونا چاہتا تھا لیکن وہ کر
بھی کچھ نہیں سکتا تھا اس لئے کہ اس کے ہاتھ پاؤں رسیوں میں

بندھے ہوئے تھے۔

اچانک اس پر تیروں کی بوچھاڑ ہوئی اس کے چاروں طرف کھڑے
سپاہی کمانیں ہاتھوں میں لیے اس پر تیروں کی بارش کر رہے تھے اس
کے سارے جسم میں جگہ جگہ تیر کھب گئے سردار نے کہا۔

اسے اٹھا کر دریا میں پھینک دو۔

سپاہیوں نے عنبر کو اٹھایا اور دھڑام سے دریا میں پھینک دیا وہ سب کچھ
بہت جلدی جلدی ہو گیا، سردار کو محسوس ہوا کہ عنبر کے جسم پر تیر تو بے
شمار لگے تھے مگر کہیں سے خون کا ایک قطرہ بھی نہیں نکلا تھا پھر اس نے
سوچا کہ بھلا یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ ایک آدمی کا جسم تیروں سے چھلنی
ہو جائے اور خون نہ بہے یہ اس کا خیال ہے۔ خون تو دریا میں بہہ رہا
ہو گا سردار مطمئن ہو گیا کہ اس کے ذمے سپہ سالار نے جو کام لگایا تھا
وہ اس نے پورا کر دیا۔

وہ سپاہیوں کو لے کر رات کے اندھیرے میں روپوش ہو گیا رات
زیادہ گزر گئی تو ناگ اور ماریا پریشان ہو گئے کہ عنبر کہاں چلا گیا؟
انہوں نے محل کا کونا کونا چھان مارا مگر عنبر کہیں نہ ملا آخر ناگ نے جا کر
بادشاہ اور شہزادے کو خبر دی کہ عنبر کہیں نظر نہیں آ رہا۔ بادشاہ کو بھی فکر لگا
کہ کہیں دشمنوں نے اسے اس لئے ختم کر دینے کی کوشش نہ کی ہو کہ وہ
بادشاہ اور شہزادے کا علاج کر کے انہیں تندرست کر رہا ہے بادشاہ
نے کہا۔

میرے بچے! فکر کرنے کی ضرورت نہیں میں عنبر کو تلاش کرنے کے
لئے ابھی سپاہیوں کو سارے شہر میں پھیلا دیتا ہوں میرے سپاہی
اسے جہاں کہیں بھی وہ ہو گا ڈھونڈ نکالیں گے۔

آدھی رات کو ہی بادشاہ کے حکم پر سپاہی عنبر کی تلاش میں سارے شہر
میں پھیل گئے ناگ اور ماریا غمگین سے ہو کر کمرے میں بیٹھے ہوئے

تھے رات کافی گزر گئی تھی وہ سمجھ گئے تھے کہ یہ ساری شرارت وزیر اور
سپہ سالار کی ہے لیکن ان کے پاس کوئی ثبوت نہیں تھا اس لئے وہ وزیر
یا سپہ سالار کے خلاف کسی بھی الزام کو ثابت نہیں کر سکتے تھے وہ صبر کر
کے لیٹ گئے انتظار کرنے لگے کہ دیکھتے ہیں بادشاہ کی فوج عنبر کو
تلاش کرنے میں کامیاب ہوتی ہے یا نہیں۔ ایک بات کی دونوں کو
تسلی تھی کہ عنبر مر نہیں سکتا، لیکن ایسا بھی ہو سکتا تھا کہ اسے کسی ایسے
گہرے اندھے کنوئیں میں پھینک دیا گیا ہو جہاں سے وہ کبھی بھی
باہر نہ نکل سکے۔

عنبر کا حال بھی سنیئے کہ اس کے ساتھ کیا ہوا۔

سپہ سالار کے آدمیوں نے جب اس کے جسم میں تیر مار کر دریا میں
پھینکا تو وہ پانی کے اندر چلا گیا اس کے جسم میں ایک ایسی طاقت آ گئی
تھی کہ پانی کے اندر گرتے ہی اس کے ناک کے اندر کی جھلی بند ہو

جاتی تھی اور پانی پھیپھڑوں میں نہیں جاتا تھا پھیپھڑوں کے اندر کی ہوا
محفوظ ہو جاتی تھی اور وہ دریا میں ڈوبے رہنے کے باوجود مر نہیں سکتا
تھا عنبر دریا میں گرتے ہی پانی کی لہروں کے ساتھ نیچے چلا گیا، پھر وہ
اوپر کی طرف ابھرنے لگا دریا کا بہاؤ تیز تھا اس کا سر باہر نکل آیا اور وہ
لہروں کے ساتھ ساتھ آگے بہنے لگا۔

وہ ساری رات دریا کے بہاؤ کے ساتھ جدھر کو دریا جا رہا تھا ادھر کو ہی
بہتا رہا اس نے اپنا آپ دریا کی لہروں میں ڈھیلا چھوڑ دیا تھا جس کی
وجہ سے اس کا آدھا جسم پانی کے اندر تھا اور آدھا جسم پانی کے اوپر تیر
رہا تھا پانی اس کے منہ کے اندر نہیں جا رہا تھا اس کی آنکھیں کھلی تھیں
اور وہ آسمان پر چمکتے ہوئے ستاروں کو دیکھ رہا تھا اور سوچ رہا تھا کہ اس
کی زندگی بھی کیا زندگی ہے کہ مصیبتوں اور حادثوں سے بھری ہوئی
ہے اگر آج وہ شاہی محل کے اندر بیٹھا شان سے حکم چلا رہا ہے تو کل

بھکاری بن کر گلی گلی چکر لگا رہا ہے اگر آج وہ بادشاہ کے پاس تخت پر بیٹھا ہے تو کل دریا میں ایک لاش کی طرح تیرتا چلا جا رہا ہے اسے اپنی ساری پچھلی زندگی یاد آ گئی کس طرح وہ اڑھائی ہزار سال پہلے فرعون کے شاہی محل میں پیدا ہوا پھر کس طرح اس کا باپ چل بسا اور ایک سازش کے ذریعے اسے ایک غریب ماہی گیر کے جھونپڑے میں پھینک دیا گیا پھر کیسے وہ اپنے دوست کے ساتھ ترقی کرتے کرتے مصر کا بادشاہ بنا اور پھر دیوتا نے اسے دعا یا بددعا دی کہ وہ کبھی نہ مرے گا اور ہمیشہ زندہ رہے گا۔

وہ اپنی پچھلی زندگی کی باتیں سوچتا ہوا دریا کی لہروں پر بے بسی کے ساتھ رسیوں میں جکڑا ہوا بہتا چلا گیا اس نے دو ایک بار ہاتھوں کو ہلا کر رسیاں کھولنے کی کوشش بھی کی مگر ناکام رہا پھر اسے ماریا اور ناگ کا خیال آیا کہ جب انہیں پتہ چلے گا کہ وہ غائب ہے تو انہیں کس قدر

پریشانی ہوگی سپہ سالار کے سپاہیوں نے اسے اتنا موقع ہی نہیں دیا کہ وہ مقابلہ کر سکتا اسے ایک دم جھپٹ لیا گیا اور رسیوں میں جکڑ کر پھینک دیا گیا اگر اسے ذرا سا بھی موقع مل جاتا تو وہ سارے کے سارے سپاہیوں کو موت کے گھاٹ اتار دیتا لیکن اب کیا ہو سکتا تھا اب تو وہ دریا کی لہروں پر بہا جا رہا تھا اور رات گزر رہی تھی۔

صبح کی ہلکی ہلکی روشنی آسمان پر چمکنے لگی تو اس نے دریا میں بہتے ہوئے آنکھیں گھما کر ارد گرد دیکھا دریا کے کنارے کافی دور تھے دریا کا پاٹ یہاں چوڑا ہو گیا تھا وہ گھبرا گیا کہ کہیں کسی مقام پر پہنچ کر دریا سمندر میں نہ گر رہا ہو کیونکہ سمندر اس شہر کے بہت قریب تھا وہ پریشان ہو گیا اگر وہ دریا کی لہروں کے ساتھ سمندر میں جا گرا تو اس کے لئے بڑی مصیبت بن جائے گی نہ جانے پھر اسے کتنے عرصے تک سمندر میں ہی بھٹکنا پڑے کیونکہ اس زمانے میں سمندروں میں بہت کم جہاز اور

کشتیاں چلا کرتی تھیں اور یہ بھی ہو سکتا تھا کہ کوئی بہت بڑی مچھلی اسے سالم کا سالم اپنے پیٹ میں نگل لے وہ ہاتھ پاؤں بھی نہیں ہلا سکتا تھا مچھلی اسے کھا تو نہیں سکتی تھی ہضم بھی نہیں کر سکتی تھی لیکن وہ اس وقت تک کے لئے مچھلی کے پیٹ کے اندر بند ہو جاتا جب تک کہ مچھلی زندہ رہتی۔

اب اس نے کوشش شروع کر دی کہ کسی طرح دریا کے کنارے پر جا لگے اس کے لئے عنبر نے اپنے جسم کو کنارے کی طرف دھکے دینے شروع کر دیئے اس کا نتیجہ بڑا اچھا نکلا اور وہ آہستہ آہستہ دریا کے کنارے کی طرف ہٹنے لگا دن کافی نکل آیا تھا کہ عنبر کنارے کے قریب آ گیا ٹھیک اس وقت عنبر نے ایک بادبانی کشتی دیکھی جو کنارے کی طرف سے اس کے پاس آ رہی تھی۔

یہ کشتی ایک غریب جاپانی ماہی گیر کی تھی اس نے قریب آ کر جب

دیکھا کہ ایک لاش دریا میں تیرتی آ رہی ہے جس کا جسم تیروں سے چھلنی ہے اور سارے بدن میں تیر لگے ہوئے ہیں تو وہ گھبرا گیا عنبر نے زور سے آواز دے کر کہا۔

مجھے کشتی پر کھینچ لو۔

ماہی گیر نے جب دیکھا کہ لاش بول بھی رہی ہے تو وہ خوف زدہ ہو گیا غریب ماہی گیر بہت وہم پرست تھا سمجھا کوئی بھوت یا چڑیل دریا میں لاش کا روپ دھار کر چلی آ رہی ہے اس نے اپنی کشتی موڑی اور وہاں سے بھاگ گیا.............عنبر کو بہت افسوس ہوا کہ ماہی گیر اس کی مدد کرنے کی بجائے وہاں سے ڈر کر بھاگ گیا اگر وہ لاش بن کر ہی پڑا رہتا تو شاید ماہی گیر اسے اٹھا کر کنارے پر لے جاتا کیونکہ جاپان کے غریب لوگ لاش کا بڑا احترام کرتے ہیں مگر اب کیا ہو سکتا ہے ماہی گیر رفو چکر ہو چکا تھا عنبر ایک بار پھر دریا میں اکیلا رہ گیا تھا دریا کی

لہریں اسے بڑی تیزی سے آگے کی طرف...........سمندر کی طرف بہائے لیے جا رہی تھیں دریا کے کنارے دور ہٹتے جا رہے تھے دریا کا پاٹ چوڑا ہو رہا تھا اس میں اتنی طاقت نہیں رہی تھی کہ وہ اپنے آپ کو کناروں کی طرف دھکیلے دریا کے ٹھنڈے پانی نے اس کا بدن سن کر دیا تھا وہ مر تو نہیں سکتا تھا مگر ٹھنڈا سن ضرور ہو سکتا تھا عنبر نے اپنے آپ کو قسمت کے حوالے کر دیا۔

سارا دن دریا اسے لے کر آگے بڑھتا رہا۔

سورج غروب ہونے لگا دھوپ کا رنگ سنہری پڑ گیا پھر شام کی سیاہی پھیلنا شروع ہو گئی دن کی روشنی گم ہونے لگی آسمان پر اکا دکا ستارے چمکنے لگے عنبر کو اپنے دوست ناگ اور بہن ماریا کا خیال آ گیا اور اس کی آنکھیں بھر آئیں وہ اپنے بہن بھائیوں سے دور ہوتا جا رہا تھا رات آ گئی ہر طرف خاموشی اور اندھیرا چھا گیا آسمان پر بے شمار ستارے

موتیوں کی طرح چمکنے لگے ہوا بھی کچھ تیز ہو گئی تھی صاف معلوم ہو رہا تھا کہ سمندر قریب آ رہا ہے فضا میں سمندر کی مچھلیوں کی خاص بو عنبر کو محسوس ہونے لگی تھی وہ کچھ گھبرا سا گیا کہ اگر ایک بار وہ سمندر پر چلا گیا تو جانے پھر کہاں سے کہاں نکل جائے۔

عنبر راتوں رات سمندر میں داخل ہو چکا تھا۔

دوسرے دن کا سورج نکلا تو عنبر نے پانی کی لہروں پر لیٹے لیٹے دیکھا کہ وہ سمندر میں تیر رہا تھا...........دونوں طرف دریا کے کناروں کا نام و نشان بھی نہ تھا سمندر کی بڑی بڑی موجیں اسے نیچے سے اٹھا کر بڑی تیزی سے آگے کی طرف دھکیل رہی تھیں ایک بار تو اس کا سر چکرا گیا آخر وہی ہو کر رہا تھا جس کا اسے ڈر تھا نہ اس کی کسی کو خبر تھی اور نہ کسی کو اس کی بابت معلوم تھا کہ وہ کہاں ہے اور کس حال میں ہے؟

اس نے سر اٹھا کر ارد گرد دیکھا سمندر کا پانی نیلا تھا اس کی بڑی بڑی

لہریں اوپر نیچے ہو رہی تھیں جیسے سمندر اونچے نیچے گہرے سانس لے رہا ہو چاروں طرف پانی ہی پانی تھا۔

سمندر کی لہروں نے عنبر کو اٹھا رکھا تھا وہ اسے ڈوبنے نہیں دے رہی تھیں سمندر کا پانی دریا کے پانی کے مقابلے میں زیادہ ٹھنڈا نہیں تھا وہ کچھ نیم گرم تھا شاید اس کی وجہ سورج کی تپش ہو دور دور تک کسی کشتی یا بادبانی جہاز کا نشان تک نظر نہ آتا تھا عنبر عجیب مصیبت میں پھنس گیا تھا اس نے بڑا برا وقت دیکھا تھا لیکن اس سے برا وقت اس پر کبھی نہیں پڑا تھا کہ نہ زندہ رہے نہ مردہ ہے بس زندگی اور موت کے درمیان لٹک رہا ہے یہ بڑی دردناک حالت تھی عنبر کو اپنے پر ترس آنے لگا تھا کہ کیسی عجیب مصیبت میں الجھ گیا ہے۔

وہ دن بھی گزر گیا۔

عنبر کو سمندر میں دوسری رات آ گئی۔ رات کو سمندر کا پانی ٹھنڈا ہو گیا

عنبر کو سردی تو نہیں لگتی تھی مگر اس کا بدن ضرور سن ہو گیا تھا پانی کا بہاؤ بھی بڑا تیز تھا ایسا معلوم ہوتا تھا کہ وہ سمندر کے کسی بہت ہی تیز دھارے پر چڑھ آیا ہے سمندروں میں کسی کسی جگہ پانی کی ایک پٹی بڑی تیز رفتاری سے بہنے لگتی ہے اسے سمندری دھارا کہتے ہیں اگر کوئی جہاز اس دھارے پر چڑھ آئے تو وہ بڑی مشکل میں پھنس جاتا ہے کیونکہ جہاز سمندر میں ایک خاص رفتار سے چلتے ہیں اور تیز دھارے پر آ جانے سے اس کی رفتار تیز ہو جاتی ہے چنانچہ آج سے ہزاروں برس پہلے بھی اور آج کے زمانے میں بھی جہازوں کے کپتان اپنے جہازوں کو اس سمندری دھارے سے ہمیشہ بچانے کی کوشش کرتے ہیں۔

سمندر کے تیز دھارے پر چڑھ آنے سے عنبر بڑے زور کے ساتھ لہروں پر آگے کی طرف بہنے لگا اس کی حالت لکڑی کے ایک ٹکڑے کی

طرح تھی جو طوفان کے ساتھ ساتھ بہہ رہا ہو جسے کچھ معلوم نہ ہو کہ اس کی منزل کہاں ہے اسے جانا کہاں ہے؟ دریا سے لے کر سمندر تک پانی میں یہ اس کا تیسرا دن اور دوسری رات تھی راتیں اس نے ہزاروں لاکھوں دیکھی تھیں مگر ایسی رات اس نے اپنی ڈھائی ہزار سالہ زندگی میں کبھی نہیں دیکھی تھی وہ راتوں کو جنگلوں میں سویا تھا اس نے جنگل کے خونخوار شیروں کے غاروں میں لیٹ کر راتیں کاٹی تھیں اس نے ظالم اور ظالم بادشاہ کے قید خانوں میں زنجیریں اور بیڑیاں پہن کر ٹھنڈے پتھروں پر راتیں بسر کی تھیں مگر ایسی رات اس نے کبھی بسر نہ کی تھی کہ وہ رسیوں میں جکڑا سمندر میں بہا جا رہا ہے۔

عنبر کو کسی وقت اپنی حالت پر رونا آتا اور کسی وقت ہنسی بھی آتی اس کی قسمت اچھی تھی کہ دیوتاؤں کی بددعا یا دعا کی وجہ سے وہ مر نہیں سکتا تھا ورنہ اب تک اس کا جسم بھی سمندر کے نمکین کھارے اور تیزابی پانی

میں گل سڑ کر مچھلیوں کی خوراک بن گیا ہوتا وہ اس بات پر بڑا حیران تھا کہ ابھی تک کسی مچھلی نے اس پر حملہ نہیں کیا؟ چھوٹی چھوٹی بے شمار مچھلیاں اس کے پاس سے ہو کر گزر جاتی تھیں مگر ابھی تک وہیل یا شارک قسم کی کوئی خونخوار اور بڑی مچھلی نہیں آئی تھی۔

آخر اس کی یہ خواہش بھی پوری ہو گئی۔

دن چڑھا تو ایک شارک مچھلی انسان کو بو پا کر عنبر کی طرف لپکی عنبر نے دور ہی سے مچھلی کو اپنی طرف آتے دیکھ لیا تھا شارک مچھلی انسان کی دشمن ہوتی ہے اس کے دانت بڑے تیز ہوتے ہیں انسان کو دور ہی سے بو پا لیتی ہے اور پھر حملہ کر کے انسان کے ٹکڑے اڑا دیتی ہے عنبر نے شارک کو دیکھا کہ اپنا خوفناک دانتوں والا منہ کھولے اس کی طرف لپکی چلی آ رہی ہے اس نے آنکھیں بند کر لیں وہ جانتا تھا کہ وہ مر تو نہیں سکتا مگر شارک اسے تنگ بہت کرے گی شارک نے تیزی

سے آکر عنبر کے پہلو میں دانت مارے لیکن اسے معلوم نہیں تھا کہ عنبر کے سارے جسم میں تیر گڑھے ہوئے تھے اور وہ نیزوں کی طرح اوپر کو اٹھے ہوئے تھے۔

جونہی شارک نے عنبر کے پہلو میں دانت مارے لوہے کے تیر اس کے حلق میں چبھ گئے شارک تڑپ کر اچھلی اور پرے ہٹ گئی وہ جھنجھلا کر ایک بار پھر حملہ آور ہوئی اس دفعہ بھی لوہے کے تیر اس کے جبڑے میں گھس گئے اور اس کے منہ سے خون جاری ہو گیا شارک مچھلی گھبرا کر بھاگ گئی اس کی سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ اس کا پالا کس قسم کے انسان سے پڑا ہے جس کے سارے جسم پر لوہے کے بڑے بڑے کانٹے نکلے ہوئے ہیں۔

شارک کو دم دبا کر بھاگتے دیکھ کر عنبر کو ہنسی آ گئی۔ اس کے خیال میں یہ پہلی بار ایسا ہوا تھا کہ شارک مچھلی ایک انسان سے شکست کھا کر بھاگ گی

تھی نہیں تو شارک مچھلی ایک بار کسی بے بس انسان کے پیچھے پڑ جائے تو اسے ہلاک کیے بغیر کبھی باز نہیں آتی۔ شارک کے بھاگنے کے بعد عنبر کا سمندر میں سفر پھر شروع ہو گیا۔ اب وہ سمندر کے تیز دھارے پر سے اتر چکا تھا اور بڑی ہمواری اور تھوڑی رفتار کے ساتھ لہروں کے ساتھ ساتھ بہا چلا جا رہا تھا اس نے کئی بار سر اٹھا کر سمندر کی سطح پر یہ دیکھنے کی کوشش کی کہ کہیں سے کوئی جہاز تو نہیں آ رہا؟ مگر ہر بار اسے ناامیدی ہوئی سمندر کا سینہ دور دور تک خالی تھا اور اس پر بڑی بڑی لہریں سانس لے رہی تھیں۔

تیسرے پہر جب سورج کی کرنوں کا رنگ ذرا ذرا سنہری ہونے لگا تھا عنبر نے ایک بار پھر سر اٹھا کر دیکھا تو اسے دور افق کے پاس ایک جہاز کے سفید سفید بادبان دکھائی دیے اس کے دل میں زمین پر چلنے کی خواہش مچلنے لگی وہ دل ہی دل میں دعا کرنے لگا کہ یا خدا یہ جہاز

اس کی طرف آجائے کہیں دور دور ہی سے نہ گزر جائے۔ جہاز اس کی طرف ہی آرہا تھا کیونکہ کچھ دیر عنبر نے دیکھا تو اب بادبانوں کے ساتھ ساتھ اسے جہاز کا لکڑی کا پیندا بھی دکھائی دینے لگا تھا۔

جہاز اس کے قریب آرہا تھا۔

موت کا سایہ

جہاز والوں نے بھی عنبر کو سمندر میں تیرتے دیکھ لیا تھا۔

یہ جہاز ایک ایسے سوداگر کا تھا جو غلاموں کی تجارت کرتا تھا۔ وہ افریقہ اور سیام سے انسانوں، بچوں اور عورتوں کو بھیڑ بکریوں کی طرح

زبردستی اٹھا کر جہاز میں ڈال دیتا اور پھر یمن اور دوسرے ملکوں میں جا کر انہیں فروخت کر دیتا جہاز پر سارے ملازم اس کے اپنے ملازم تھے کپتان بھی جہاز کا اس کا اپنا آدمی تھا سب کو معلوم تھا کہ سوداگر انسانوں کے ساتھ ظلم کرتا ہے کہ انہیں بھیڑ بکریوں کی طرح اغوا کر کے دوسرے ملکوں میں امیر لوگوں کے پاس غلام اور لونڈی بنا کر بیچ دیتا ہے مگر وہ اس کے آگے دم نہیں مار سکتے تھے کیونکہ سوداگر بڑا ظالم اور قاتل آدمی تھا اس نے اپنی زندگی میں ہزاروں غلاموں اور لونڈیوں کو قتل کیا تھا جو غلام اس کا حکم ماننے سے انکار کر دیتا اس کو وہ قتل کر کے سمندر میں پھینکوا دیتا۔

سوداگر جہاز کے اگلے حصے پر کھڑا تھا۔

اس نے ایک انسان کو سمندر کی لہروں پر تیرتے دیکھا تو خیال آیا کہ اسے بھی پکڑ کر جہاز پر سوار کرا لینا چاہیے تا کہ ایک اور غلام بن جائے

جہاز عنبر کے قریب آ کر رک گیا سوداگر کے ملازم کشتی میں سوار ہو کر سمندر میں اترے اور انہوں نے عنبر کو اٹھا کر کشتی میں ڈال لیا عنبر کے کہنے پر اس کے سارے جسم میں سے تیر نکال ڈالے انہیں بڑی حیرانی ہوئی کہ اس قدر زخمی ہونے کے باوجود عنبر کو کچھ نہیں ہوا تھا انہوں نے عنبر کی رسیاں کاٹ ڈالیں اور جہاز پر سوداگر کے سامنے جا کر پیش کیا۔

سوداگر نے عنبر کو سر سے پاؤں تک دیکھا اور پھر اس کے بھرے بھرے بازو ٹٹول کر بولا۔

ہوں.........تم ایک صحت مند اور مضبوط نوجوان ہو۔ پہلے چل کر گرم قہوہ پیو۔ پھر تم سے پوچھوں گا کہ تم کون ہو اور کہاں سے آ رہے تھے۔

عنبر کو ایک کیبن میں لے جا کر بستر پر لٹا دیا گیا۔

جہاز پھر اپنے سفر پر روانہ ہو گیا عنبر نے دیکھا کہ کیبن میں دیواروں

کے ساتھ مردہ انسانوں کی کھوپڑیاں ٹنگی ہوئی ہیں ایک غلام دودھ کا پیالہ لے کر اندر آیا عنبر نے دودھ پی کر پوچھا۔

بھائی مجھے یہ بتاؤ کہ یہ جہاز کس کا ہے؟ کہاں جا رہا ہے اور یہ دیواروں پر انسانوں کی کھوپڑیاں کس لئے سجائی گئی ہیں۔؟

غلام نے کہا۔

تمہیں آہستہ آہستہ سب کچھ معلوم ہو جائے گا بہر حال میں تمہیں اتنا بتا دیتا ہوں کہ تم ایک ایسے جابر سوداگر کے جہاز پر ہو جو انسانوں کو غلام بنا کر فروخت کرتا ہے ہم سب غلام ہیں اور اس وقت تم بھی اپنے آپ کو غلام ہی سمجھو۔ لیکن میں یہ نہیں بتاؤں گا کہ یہ جہاز کہاں جا رہا ہے کیونکہ مجھے اس کی اجازت نہیں۔

عنبر نے پوچھا۔

اچھا یہ بتاؤ کہ یہ دیواروں پر کھوپڑیاں کس لئے سجائی گئی ہیں۔

غلام نے ٹھنڈی آہ بھر کر کہا۔

یہ ان بدنصیب غلاموں، لونڈیوں اور بچوں کی کھوپڑیاں ہیں جنہوں نے سوداگر کے ظلم کے خلاف بغاوت کی اور اس جہاز پر سے فرار ہونے کی کوشش کی سوداگر نے ان عورتوں، بچوں اور آدمیوں کو قتل کر کے ان کی کھوپڑیاں یہاں لٹکا دی ہیں تا کہ دوسرے غلام اس سے عبرت حاصل کریں اور کبھی یہاں سے فرار ہونے کی کوشش نہ کریں۔

عنبر اس قسم کی باتیں سن کر بڑا حیران ہوا کہ یہ سوداگر کس قدر ظالم شخص ہے وہ افسوس کرنے لگا کہ ایسے ظالم انسان کے جہاز پر آ گیا اس سے تو بہتر تھا کہ وہ سمندر میں رہتا غلام دودھ کا خالی پیالہ لے کر چلا گیا تو عنبر سوچنے لگا اسے اب کیا کرنا چاہیے ظاہر ہے وہ سوداگر کا غلام بنا دیا گیا تھا سوداگر نے اسے بھی اپنے غلاموں میں شامل کر لیا تھا جنہیں وہ یمن اور بغداد وغیرہ لے جا کر بیچنا چاہتا تھا کیا وہ سوداگر پر اپنا آپ

ظاہر کر دے؟

نہیں اسے ایسا نہیں کرنا چاہیے۔

تھوڑی دیر بعد سوداگر خود اندر آ گیا، اس کی بڑی ڈراؤنی ڈاکوؤں جیسی مونچھیں تھیں اور ہاتھ میں انسانی کھال کے چمڑے کا بنا ہوا ہنٹر پکڑ رکھا تھا سوداگر نے عنبر کی طرف مکاری سے مسکرا کر دیکھا اور پوچھا۔

تم کون ہو اور سمندر میں تیر مار کر زخمی کر کے تمہیں کس نے گرایا تھا..........

عنبر نے جھٹ پٹ ایک جھوٹی کہانی گھڑ کر کہا۔

جناب! میرا نام عنبر ہے میں ایک تجارتی جہاز پر نوکر تھا کہ ہمارے جہاز پر بحری ڈاکوؤں کے جہاز نے حملہ کر دیا، انہوں نے ہمارا جہاز لوٹ کر غرق کر دیا میں جان بچا کر ایک تختے پر چڑھ گیا ڈاکوؤں نے مجھے دیکھ لیا انہوں نے مجھے باندھ کر سمندر میں ڈال دیا پھر مجھ پر تیر

برسائے میں زخمی ہو گیا، لیکن سمندر کے پانی نے میرے زخموں کو اچھا
کر دیا۔

سوداگر قہقہہ مار کر ہنسا۔

بہت خوب........ گویا تم جہاز پر ملازم تھے کان کھول کر سن لو اب تم
میرے غلام ہو، تم میرا ہر حکم بجا لاؤ گے میں تمہیں جو کہوں گا تم وہی کرو
گے چلو اب بستر سے اٹھو اور جہاز کے نچلے عرشے کی جا کر صفائی کرو۔

سوداگر نے زور سے ہنٹر مارا۔ عنبر تڑپ کر اٹھ بیٹھا عجب بدتمیز قسم کا یہ
سوداگر تھا عنبر نے جان بوجھ کر عاجزی سے کہا۔

جو حکم حضور!

اور پانی کی بالٹی اور برش لے کر نیچے عرشے میں آ گیا۔ جہاز کے اس
حصے میں دوسرے غلاموں کے ساتھ کچھ عورتیں بھی تھیں عنبر اس جہاز
پر رہ کر معلوم کرنا چاہتا تھا کہ یہ لوگ کون ہیں اور کہاں سے آئے ہیں

ویسے بھی وہ جہاز پر رہنے پر مجبور تھا کیونکہ وہ تیر کر سمندر پار نہیں کر سکتا
تھا وہ صفائی کرتے کرتے ان عورتوں کے پاس پہنچ گیا دوسری طرف
غلام سر جھکائے بیٹھے تھے ان کے پاؤں زنجیروں میں جکڑے ہوئے
تھے عورتوں کے پاؤں تو زنجیروں میں نہیں بندھے تھے مگر ان کی
گردنوں میں لوہے کا موٹا کڑا ڈال دیا گیا تھا ان عورتوں کی حالت
بڑی قابل رحم تھی وہ خاموش بیٹھی تھی اور کسی سے بات نہیں کر رہی تھی
ان میں کچھ بوڑھی تھیں اور ایک عورت نوجوان تھی اس کے چہرے کو
دیکھ کر محسوس ہوتا تھا کہ وہ کسی شریف خاندان کی نیک عورت ہے۔

عنبر کو جہاز پر پہلا روز تھا۔ وہ کسی سے بات کر کے کوئی نئی مصیبت
مول لینا نہیں چاہتا تھا چنانچہ وہ خاموشی سے کام کر کے اوپر چلا گیا
رات کو غلاموں میں سوکھی چپاتیاں اور جنگلی گھاس کا ساگ تقسیم کیا گیا
سوداگر کے نوکر غلاموں کے ساتھ جانوروں سے بھی برا سلوک کر

رہے تھے جو غلام ذرا ایک روٹی زیادہ مانگتا اسے بڑی بری طرح
ہنٹروں سے مارا جاتا عنبر یہ تماشا دیکھ کر بڑا غمگین ہو گیا اسے سوداگر اور
اس کے نوکروں پر سخت غصہ آیا مگر وہ کچھ نہیں کر سکتا تھا کیونکہ وہ خود
غلام تھا وہ موقع کا انتظار کرنے لگا۔

اب ہم واپس جاپان کے شہر کیوشو میں آتے ہیں۔

عنبر کو گم ہوئے ایک ہفتہ گزر گیا تھا ناگ اور ماریا بہت پریشان تھے کہ
ان کا بھائی کہاں چلا گیا سارا شہر بادشاہ نے چھنوا دیا مگر عنبر کا کہیں
نشان تک نہ ملا تھا ادھر وزیر اور سپہ سالار بڑے خوش تھے کہ انہوں نے
عنبر کا کام تمام کر دیا ہے اب ان کی نگاہ ناگ پر تھی کیونکہ عنبر کے بعد
ناگ بادشاہ اور شہزادے کا علاج کر رہا تھا اور وہ دونوں بڑی تیزی
سے تندرست ہو رہے تھے ویسے بھی ناگ ان کے راستے کی بہت
بڑی رکاوٹ تھی کیونکہ اس کے ہوتے ہوئے وہ بادشاہ اور شہزادے

میں سے کسی کو بھی کھانے پینے میں زہر نہیں دے سکتے تھے اب وہ عنبر
کے بعد ناگ کو راستے سے ہٹانا چاہتے تھے چنانچہ انہوں نے ایک
سازش تیار کی اور ناگ کو ہلاک کرنے کی تیاریاں کرنے لگے چال یہ
تھی کہ ناگ کو اس کے کمرے میں سوتے میں قتل کر دیا جائے اس کام
کے لئے سپہ سالار نے اپنے ایک خاص آدمی کو چن لیا۔

یہ شخص اسی کمرے کے باہر پہرہ دیتا تھا۔

سپہ سالار نے اسے کہا۔

تم نے ہر حالت میں ناگ کو ہلاک کرنا ہے اگر تم ناکام رہے تو یاد رکھو
میں تمہیں زندہ نہیں چھوڑوں گا۔

پہرے دار نے جھک کر کہا۔

سرکار۔ ! ہم آپ کے غلام ہیں میں آپ کا ہر حکم بجالاؤں گا، میں ایک
خونخوار ڈاکو بھی ہوں اور قاتل بھی ہوں میں نے زندگی میں سینکڑوں

لوگوں کو قتل کیا ہے مجھ سے بچ کر یہ دبلا پتلا سا نوجوان کہیں نہیں جا سکتا آپ فکر نہ کریں کل صبح کو اس کے کمرے میں اس کی لاش پڑی ہوگی۔

شاباش! مجھے تم سے یہی امید ہے تم نے اپنا کام اچھی طرح کامیابی سے کر دیا تو میں تمہیں دولت سے مالا مال بھی کر دوں گا اور تمہاری ترقی بھی کر دوں گا۔

سرکار کی عنایت ہے۔

سپہ سالار کے جانے کے بعد پہرے دار نے اپنے کرتے کے اندر ایک تیز دھار والا خنجر چھپا کر رکھ لیا، اور رات کے ہونے کا انتظار کرنے لگا وہ چونکہ ناگ کے دروازے کے باہر پہرہ دیتا تھا اس لئے وہ جس وقت بھی چاہے دروازہ کھول کر اندر جا سکتا تھا۔

ناگ شہزادے کو دوائی کھلانے گیا ہوا تھا ماریا اپنے کمرے سے نکل کر شاہی محل کے باغ میں چہل قدمی کر رہی تھی اسے کوئی بھی نہیں دیکھ رہا

تھا وہ غائب تھی مگر وہ شاہی محل کے باغ میں ٹہلتے ہوئے سب کو دیکھ رہی تھی شام کو وہ ناگ کے کمرے میں آنے لگی تو اس نے دیکھا کہ پہرے دار ادھر اُدھر دیکھ کر چپکے سے ناگ کے کمرے میں داخل ہو گیا۔

ماریا بہت حیران ہوئی کہ جب کمرہ خالی ہے ناگ وہاں نہیں ہے تو پہرے دار کو یوں چوروں کی طرح اندر داخل ہونے کی کیا ضرورت تھی اسے کچھ شک سا پڑ گیا وہ بھی پہرے دار کے ساتھ ہی کمرے کے اندر داخل ہو گئی اب پہرے دار سمجھ رہا تھا کہ وہ کمرے کے اندر اکیلا ہے اسے کیا معلوم تھا کہ ماریا اسی کمرے میں کھڑی اس کی ایک ایک حرکت کو دیکھ رہی ہے پہرے دار اصل میں یہ معلوم کرنا چاہتا تھا کہ ناگ جس پلنگ پر سوتا ہے اس کے آس پاس کون کون سی تپائی اور چیزیں وغیرہ پڑی رہتی ہیں تا کہ جب وہ رات کے اندھیرے میں

اندر داخل ہو تو کسی شے سے ٹکرا نہ جائے۔

پھیرے دار نے جھک کر پلنگ کے نیچے بھی دیکھا کمرے کی ایک ایک شے کو الٹ پلٹ کر دیکھا اور پھر چپکے سے باہر نکل گیا ماریا سوچ میں پڑ گئی کہ یہ شخص اندر کیا کرنے آیا تھا اسے خیال آیا کہ کہیں یہ شخص ناگ کو نقصان تو نہیں پہنچانا چاہتا ہو سکتا ہے عنبر کے غائب کرنے میں اس آدمی کا بھی ہاتھ ہو، ہو سکتا ہے یہ شخص وزیر کے اشارے پر کام کر رہا ہو اور ناگ کے پلنگ کا جائزہ لینے اندر آیا ہو۔

ماریا نے فیصلہ کر لیا کہ وہ رات کو جاگ کر نگرانی کرے گی اس نے ناگ کو اس لئے نہ بتایا کہ کہیں وہ دوسرے کمرے میں جا کر نہ سو جائے اور وزیر کی سازش کا راز راز ہی رہے وہ یہ معلوم کرنا چاہتی تھی کہ پھیرے دار کس کے اشارے پر کام کر رہا ہے اور کہیں عنبر کو ان ہی لوگوں نے تو گم نہیں کیا ناگ رات کے وقت واپس اپنے کمرے میں آ

گیا پہلے تو ماریا کا خیال تھا کہ وہ ناگ کو کچھ نہیں بتائے گی لیکن پھر اسے خیال آیا کہ نہیں ناگ کو بے خبر نہیں رکھنا چاہیے......... کہیں ایسا نہ ہو کہ اس کی آنکھ لگ جائے اور ناگ کو نقصان پہنچ جائے۔

اس نے ناگ کو پھیرے دار کی ساری نقل و حرکت بتا دی ناگ نے ہنس کر کہا۔

ماریا بہن! یہ کوئی نئی بات نہیں ہے ہمارے لئے....... تم بھی اچھی طرح اس بات سے واقف ہو کہ ہماری ساری زندگی اس قسم کی سازشوں میں بسر ہوئی ہے ہم نے ایسے کتنے ہی سازشیوں کو دیکھا ہے ہم پر کتنی ہی بار قاتلانہ حملے ہوئے ہیں پھر ان لوگوں سے ڈرنے کا کیا فائدہ۔؟

ماریا نے کہا۔

ناگ بھائی۔ تم عنبر نہیں ہو کہ تم پر زخم کا اثر نہ ہو تمہیں اپنے لیے اور

میرے لئے اپنی زندگی کی حفاظت کرتی ہے میں یہ کیسے گوارا کر سکتی ہوں کہ میرے بھائی کو نقصان پہنچے۔

ناگ نے کہا۔

اچھی بہن! تم بالکل غم نہ کرو، جو مجھ پر حملہ کرے گا خود زندہ بچ کر نہیں جائے گا بہر حال اگر تم کہتی ہو تو میں ہوشیار رہوں گا۔

ماریا نے کہا۔

میں چاہتی ہوں کہ آج رات تم پلنگ کے نیچے قالین پر سوؤ پلنگ پر سرہانوں کو جوڑ کر اس کے اوپر کمبل ڈال دیا جائے تا کہ آنے والا یہ سمجھے کہ کوئی سو رہا ہے۔

مگر اس کی کیا ضرورت ہے بہن؟

میرا دل کہتا ہے کہ یہ شخص رات کو حملہ کرنے ضرور آئے گا۔ اگر تمہارا دل کہتا ہے تو میں ایسا ہی کر لیتا ہوں۔

چنانچہ انہوں نے ایسا ہی کیا، رات کے کھانے کے بعد ماریا صندوقوں کے پیچھے قالین پر لیٹ گئی اور ناگ نے اپنے پلنگ پر سرہانے جوڑ کر اوپر کمبل ڈال دیا، بالکل ایسے ہی لگ رہا تھا جیسے کوئی آدمی سو رہا ہے وہ خود پلنگ کے نیچے قالین پر لیٹ گیا ماریا نے صندوقوں کے پیچھے سوراخ سا کر رکھا تھا جس میں سے وہ کمرے کا سارا منظر پورے کا پورا دیکھ سکتی تھی ناگ نے پلنگ کے نیچے ایک طرف سے مسہری کی چادر ذرا سی پرے ہٹا رکھی تھی۔

آدھی رات گزر گئی۔ وہ آپس میں سرگوشی میں باتیں کر رہے تھے ماریا کہہ رہی تھی۔

خدا جانے ہمارا بھائی عنبر کہاں ہے کس حال میں ہے۔

ناگ نے کہا۔

وہ جہاں کہیں بھی ہے زندہ ہے۔ گھبرانے کی بات نہیں وہ کسی گہری

سازش کا شکار ضرور ہوا ہے مگر اسے کوئی بھی ہلاک نہیں کر سکتا وہ ایک نہ ایک دن ضرور ہم سے آ ملے گا۔

کاش وہ جلدی ہمارے پاس واپس آجائے۔

خدا نے چاہا تو ہمارا بھائی جلدی ہی واپس آجائے گا۔

وہ باتیں کر رہے تھے کہ دروازہ کھلنے کی آواز آئی دونوں خاموش ہو گئے کمرے میں صرف ایک موم بتی جل رہی تھی جس کی روشنی بڑی مدھم تھی صاف معلوم ہو رہا تھا کہ کوئی دبے پاؤں کمرے میں داخل ہونے والا ہے ماریا صندوق کے پیچھے سے اور ناگ پلنگ کے نیچے سے باہر جھانکنے لگا۔

دروازے کا ایک پٹ آہستہ سے کھلا اور وہی پہرے دار ہاتھ میں چمکتا ہوا خنجر لئے اندر داخل ہوا اس نے فوراً دروازہ بند کر دیا اب وہ پلنگ کی طرف غور سے دیکھتے ہوئے آہستہ آہستہ آگے بڑھنے لگا ناگ سمجھ

گیا کہ وہ اسے قتل کرنے آیا ہے ماریا کا خیال درست نکلا تھا وزیر نے پہرے دار سے مل کر اسے قتل کرنے کی سازش بنائی تھی۔

ناگن کی پھنکار

قاتل خنجر لیے ناگ کے پلنگ کے پاس آ کر رک گیا۔

کمرے میں روشنی زیادہ نہیں تھی قاتل نے سوچا کہ اگر اس نے ناگ کے منہ پر سے چادر ہٹائی تو وہ جاگ پڑے گا، اس بے وقوف کو کیا خبر تھی کہ اگر وہ چادر ہٹاتا تو نیچے سوائے تکیے کے اور کچھ بھی نہیں تھا۔

پلنگ کے نیچے ناگ چپکے سے لیٹا یہ سب کچھ دیکھ رہا تھا صندوقوں کے

پیچھے بیٹھی ماریا بھی یہ تماشا دیکھ رہی تھی پہرے دار قاتل نے بجلی ایسی تیزی کے ساتھ خنجر والا ہاتھ اوپر اٹھایا اور اپنی طرف سے ناگ پر حملہ کردیا وہ اوپر تلے وار کر رہا تھا اسے کچھ احساس ہوا کہ چادر کے نیچے انسان کا جسم نہیں ہے اس نے جلدی سے چادر ہٹادی نیچے دو تکیے پڑے تھے جو خنجر لگنے سے پھٹ گئے تھے۔

پہرے دار قاتل حیران رہ گیا ناگ اسے دھوکا دے گیا تھا۔

اس نے سوچا اگر ناگ قتل نہ ہوا تو سپہ سالار اسے مروادے گا ،اس نے جلدی سے پلنگ کے نیچے دیکھا کہ کہیں ناگ نیچے نہ چھپا ہوا ہو لیکن اس وقت تک ناگ نے اپنی جون بدل لی تھی پلنگ کے نیچے سے سیاہ کالا سانپ پھنکار مار کر باہر آ گیا پہرے دار قاتل کو چکر آ گیا وہ گھبرایا اور پیچھے گر پڑا سانپ نے اپنا پھن پھیلا لیا اور پہرے دار کے سر کے اوپر آ کر لہرانے لگا پہرے دار ہمت سے کام لیتے ہوئے اٹھا اور خنجر

والے ہاتھ سے سانپ پر حملہ کر دیا سانپ نے پرے ہٹ کر حملہ بچایا، پہرے دار نے زمین پر گرے ہوئے گلدان کو اٹھا کر سانپ پر دے مارا اگر سانپ ایک دم دوسری طرف نہ ہٹ جاتا تو گلدان اس کے سر پر پڑتا اور وہ کچلا جاتا۔

ماریا بھی اب صندوقوں کے پیچھے سے باہر نکل آئی تھی وہ قاتل پر حملہ کرنے کے لئے کوئی ہتھیار تلاش کر رہی تھی کہ سانپ نے لپک کر قاتل پہرے دار کی گردن پر ڈس لیا سانپ کے ڈستے ہی پہرے دار پر غنودگی چھا گئی زہر بڑی تیزی سے اس کے خون میں چلا گیا اور دل سے ہوتا ہوا دماغ میں پہنچ گیا پہرے دار کے پاؤں لڑکھڑا گئے وہ سنبھلا مگر اب اس کی آنکھوں کے آگے تارے ناچنے لگے تھے اس کی ناک اور منہ سے خون جاری ہو گیا تھا وہ ایک بار لڑکھڑایا اور سنبھلتے سنبھلتے گر پڑا گرنے کے ساتھ ہی اس کا جسم اکڑ گیا اور ٹھنڈا ہو گیا۔

پہرے دار قاتل مر گیا تھا۔

ماریا نے ناگ سے کہا۔

یہ قاتل تو مر گیا اب اس کی لاش کو کہاں لے جائیں؟ تمہیں اسے کمرے میں نہیں مارنا چاہیے تھا بہتر ہوتا کہ ہم اسے کسی طرح کمرے سے باہر لے جا کر مارتے۔

سانپ نے اسی وقت انسان کا روپ بدل لیا اور کہا۔

ماریا بہن! یہ تو اور بھی اچھی بات ہے کہ یہ شخص میرے کمرے میں آ کر مرا ہے میں بادشاہ سلامت کو ثبوت پیش کر سکوں گا کہ پہرے دار کسی کے کہنے پر مجھے ہلاک کرنے آیا تھا کہ کہیں سے سانپ نکل آیا اور پہرے دار دیکھتے ہی دیکھتے مر گیا۔

ماریا نے مسکرا کر کہا۔

ہاں ہاں بھائی یہ تو تم نے بڑی عمدہ بات کی اس طرح ہم بادشاہ

سلامت پر یہ ثابت کر سکیں گے کہ ان کا قاتل ہمارا ابھی دشمن ہے اور یہ کہ پہرے دار نے کسی کے اکسانے پر ہم پر قاتلانہ حملہ کیا تھا اگر سانپ نہ نکل کر اسے ڈستا تو وہ تمہیں ختم کر چکا تھا۔

ناگ نے کہا۔

ہم اس کی لاش اسی جگہ پڑی رہنے دیں گے اور جا کر بادشاہ کا اطلاع کرتے ہیں۔

ٹھیک ہے تم جاؤ میں کمرے میں ہی رہوں گی ہمیں صبح ہونے کا انتظار نہیں کرنا چاہیے۔

ناگ نے اسی وقت بادشاہ سلامت کو جا کر اطلاع کی بادشاہ نے جب سارا حال سنا تو خود ناگ کے کمرے میں آ کر پہرے دار کی لاش دیکھی جسے سانپ نے ڈس لیا تھا سانپ کے زہر سے لاش کا رنگ نیلا پڑ گیا تھا بادشاہ نے کہا۔

یہ ضرور کسی کی سازش ہے یہ لوگ عنبر کو گم کر چکے ہیں اور اب تمہیں ختم کرنا چاہتے ہیں دیوتاؤں نے رحم کیا اور تمہاری جان بچ گئی۔

پھر بادشاہ نے حکم دیا کہ پہرے دار کی لاش اٹھا کر دریا میں پھینک دی جائے غلاموں نے پہرے دار کی لاش اٹھا کر محل کی چھت سے دریا میں پھینک دی۔

بادشاہ نے کہا۔

پیارے بچے ناگ! مجھے خوشی ہے کہ تم نے ہوشیاری سے کام لیا اور تمہاری جان بچ گئی، اگر تم غافل ہو جاتے تو یہ قاتل ضرور تمہارا کام تمام کر دیتا جس کا مجھے بے حد صدمہ ہوتا مجھے پہلے ہی عنبر کا بے حد صدمہ ہے نہ معلوم اس وفادار نوجوان کو دشمنوں نے کہاں غائب کر دیا ہے کاش! مجھے اس کا سراغ مل جاتا مگر کوئی بات نہیں میرے جاسوس سارے ملک میں پھیلے ہوئے ہیں وہ ضرور عنبر کو ڈھونڈ نکالیں گے۔

ناگ نے کہا۔

بادشاہ سلامت، جہاں تک میرا خیال ہے آپ کا وزیر یہ ساری سازش کر رہا ہے۔

بادشاہ نے خاموشی سے دیکھتے ہوئے کہا۔

ناگ! تم کیا سمجھتے ہو کہ میں نادان ہوں میں نے ایک زمانہ دیکھا ہے بیٹے مجھے سب کچھ معلوم ہے میں جانتا ہوں کہ وزیر مجھے اور شہزادے کو راستے سے ہٹا کر میری حکومت پر قبضہ کرنا چاہتا ہے مگر میں مجبور ہوں اس لئے کہ وزیر کے ساتھ سپہ سالار بھی ملا ہوا ہے اگر میں نے وزیر کو قید میں ڈالا تو فوج کا سپہ سالار مجھے اور میرے بیٹے کو ہلاک کر کے تخت و تاج کا مالک بن جائے گا اس لئے میں خاموش ہوں۔

ناگ نے کہا۔

مگر حضور! وزیر کا بھی کچھ نہ کچھ علاج ہونا چاہیے۔ اسے اگر کھلی چھٹی

دے دی گئی تو وہ سر پر چڑھ جائے گا اور آپ کو بہت زیادہ نقصان
پہنچائے گا۔

میں اس کا بھی بندوبست کر لوں گا۔ اس وقت میں یہی چاہتا ہوں کہ
وزیر اور سپہ سالار کے حملوں کو ناکام بناتا رہوں یہ میری خوش قسمتی ہے
کہ اس کے زہر کھلانے کے حملے کو ناکام بنا دیا گیا ہے تم لوگ ٹھیک
وقت پر آئے ہو اور تم نے مجھے اور میرے شہزادے کو وزیر کی خونی
سازش سے بچالیا ہے۔

ناگ بولا۔

آپ بے فکر رہیں حضور! مجھ سے جو کچھ ہو سکے گا آپ کے لئے کروں
گا۔ جب تک میں یہاں ہوں میرے خدا نے چاہا تو دشمن آپ پر کوئی
وار نہ کر سکے گا۔ وہ ہر حملے میں ناکام ہو گا اور منہ کی کھائے گا۔

بادشاہ نے ناگ کے سر پر ہاتھ رکھ کر کہا۔

دیوتاؤں کا مجھ پر کرم ہوا کہ انہوں نے تمہاری جان بچالی اب تم جا کر
آرام کرو، میں عنبر کی تلاش کے لئے فوج کے ایک تازہ دم دستے کو دریا
کے دہانے کی طرف روانہ کر رہا ہوں ہو سکتا ہے اسے ہلاک کر کے کسی
نے دریا میں پھینک دیا ہو اور کچھ نہیں تو دریا کی دلدل میں اس کی لاش
تو مل جائے تا کہ میں اس کے لئے ایک شان دار مقبرہ بنا سکوں۔

ناگ دل ہی دل میں ہنس پڑا۔ اس نے کہا۔

بادشاہ سلامت! اس بات کی آپ فکر نہ کریں، عنبر کو یہ لوگ ہلاک نہیں
کر سکتے آپ ایسا کریں فوج کو شہر کے ارد گرد والے جنگل میں پھیلا
دیں اور تاکید کر دیں کہ وہ چپہ چپہ زمین کو دیکھیں کہ کہیں کوئی گڑھا
کوئی غار تو نہیں ہے اگر ہو تو وہاں عنبر کو تلاش کریں۔

میں آج ہی حکم جاری کر دیتا ہوں۔

ناگ نے بادشاہ سے اجازت طلب کی اور سیدھا شہزادے کے پاس آ

گیا اس نے شہزادے کو سلام کیا اور دوائی تیار کرنے لگا شہزادے کو بھی
پتا چل چکا تھا کہ ناگ پر پہرے دار سپاہی نے قاتلانہ حملہ کیا تھا
سانپ نے اسے ڈس لیا شہزادے نے ناگ کو مبارک باد دیتے
ہوئے کہا۔

ناگ بھائی دیوتاؤں نے تمہاری جان بچالی۔ اس کی مجھے بے حد خوشی
ہے اگر بدقسمتی سے وہ شخص اپنے مقصد میں کامیاب ہو جاتا تو پھر ہمارا
زندہ رہنا بھی مشکل تھا دشمن تمہارے بعد میں بھی اپنی سازش کا نشانہ
بناتا۔

شکریہ شہزادہ صاحب، خدا نے مجھے بچالیا۔ شاید اس لئے کہ آپ کی
اور بادشاہ سلامت کی خدمت کرسکوں۔

پھر ناگ نے شہزادے کو دوائی پلائی اور شاہی باورچی خانے میں آ گیا
تا کہ دوپہر کے کھانے کا معائنہ کرسکے باورچی کھانا لگا رہا تھا ناگ

نے کھانے کو اچھی طرح دیکھا بھالا چمچے دیکھے پینے کا پانی دیکھا اور
کھانے کے طشت اپنی نگرانی میں بادشاہ کی خواب گاہ میں لے گیا اس
نے پاس بیٹھ کر بادشاہ کو کھانا کھلایا اور خود بھی کھایا، اس کے بعد وہ
باورچی خانے میں آ گیا یہاں سے اس نے خشک مرغ کے کچھ ٹکڑے
اور روٹی رومال میں ماریا کے لیے رکھی اور واپس اپنے کمرے میں آ
گیا۔

ماریا کمرے میں قالین پر بیٹھی کھانے کا انتظار کر رہی تھی۔

ناگ نے اندر آ کر کھانا ایک لکڑی کے طشت میں لگا کر ماریا کے آگے
رکھ دیا۔

آج یہ خشک گوشت ہی جلدی میں لا سکا ہوں بہن۔

یہی بہت ہے بھائی! تم سلامت رہو میں روکھی سوکھی کھا کر بھی گزارہ
کرسکتی ہوں خدا جانے عنبر نے بھی کچھ کھایا ہے یا نہیں؟

ناگ نے کہا۔

تم مت گھبراؤ.........اس کو کھانے پینے کی ضرورت نہیں ہے وہ
جہاں کہیں بھی ہوگا صحت مند ہوگا، بس ضرور بے بس ہوگا پھنس گیا
ہوگا، نہیں تو اب تک واپس آ چکا ہوتا۔

خدا اسے جلد لائے بھائی۔

آمین۔

وزیر اور سپہ سالار کو جب معلوم ہوا کہ ان کی چال دھری کی دھری رہ گئی
ہے اور ناگ کو قتل کرنے کی بجائے پہرے دار خود سانپ کے ڈسنے
سے مر گیا ہے تو وہ سر کو پکڑ کر بیٹھ گئے وزیر سپہ سالار پر برسنے لگا۔

تم نے غلط آدمی کو چنا تھا تمہیں چاہیے تھا کہ کوئی ایسا آدمی چنتے جو بے
حد مکار ہوتا جسے معلوم ہوتا کہ ناگ کس جگہ پر سویا ہوا ہے اس سے تو
ناگ زیادہ چالاک نکلا کہ بستر پر تکیے بچھا کر خود کسی دوسری جگہ چھپ

کر بیٹھ گیا۔

سپہ سالار بولا۔

پہرے دار میرا خاص راز دار سپاہی تھا مجھے کیا خبر تھی کہ ناگ اس سے
زیادہ مکار نکلے گا اور اسے پہلے ہی سے معلوم ہو جائے گا کہ رات کو
اسے قتل کرنے کوئی آ رہا ہے۔

وزیر نے تعجب کرتے ہوئے کہا۔

سوال یہ ہے کہ ناگ کو یہ کس طرح پتا چل گیا کہ پہرے دار آدمی
رات کو اسے قتل کرنے آ رہا ہے۔

اسی بات پر میں خود حیران ہوں وزیر صاحب! کم از کم اس محل میں کوئی
بھی سپاہی ایسا نہیں ہے جو میرا خاص راز دار نہ ہو کسی کو اتنی جرات نہیں
ہو سکتی کہ وہ میرے خلاف بغاوت کر کے ناگ کے ساتھ مل جائے۔

وزیر نے چیخ کر کہا۔

تو پھر ناگ کو جا کر کس نے اطلاع دی کہ تمہیں آدھی رات کو قتل کیا جا رہا ہے۔

میرا تو خیال ہے کہ کسی نے مخبری ضرور کی ہے۔

وزیر جھنجھلا کر کہنے لگا۔

یہ تو مجھے بھی معلوم ہے کہ کسی تے مخبری کی ہے لیکن سوال یہ ہے کہ مخبری کس نے کی ہے؟ وہ کون آدمی ہے جس نے ہمارے ساتھ غداری کی اور ناگ کے ساتھ بادشاہ کے ساتھ وفاداری کی؟

اس کا پتا چلا لیا جائے گا۔

بس اس غدار کا جلد سے جلد پتا چلاؤ۔ تا کہ اسے گرفتار کر کے میں اپنے ہاتھوں پھانسی پر چڑھاؤں۔

اس کا میں بہت جلد پتا لگا لوں گا۔

یہ کہہ کر سپہ سالار چلا گیا۔

اس نے اپنے سارے آدمیوں کو خبر دار کر دیا کہ معلوم کیا جائے ہم میں مخبر اور دشمن کا جاسوس کون ہے مگر وہاں کوئی مخبر یا جاسوس ہوتا تو اس کا پتا بھی چلتا جاسوس تو کوئی بھی نہیں تھا جاسوسی تو ماریا اور ناگ نے خود کی تھی جس وقت وہ اپنے خاص سپاہی کو جاسوسی کا سراغ لگانے کی ہدایت کر رہا تھا اس وقت خود اس کی جاسوسی ہو رہی تھی یعنی ماریا اس کے قریب ہی کھڑی اس کی ساری باتیں سن رہی تھی۔

وہ کھانے کے بعد سیر کرتی کراتی شاہی محل کے خاص حصے کی طرف نکل آئی تھی کہ اس نے سپہ سالار کو ایک سپاہی سے چھپ کر باتیں کرتے دیکھا وہ چپکے سے اس کے پاس آ کر کھڑی ہو گئی اس نے سنا کہ وہ سپاہی سے کہہ رہا تھا۔

پہرے دار ناگ کو قتل کرنے میں نا کام ہو گیا ہے کسی نے اس کی خبر پہلے سے ناگ کو کر دی تھی تمہارے ذمے یہ کام لگاتا ہوں کہ تم یہ معلوم

کرو کہ جاسوسی اور مخبری ہم میں سے کس نے کی تھی؟ کون غدار ہمارے درمیان چھپا بیٹھا ہے اور ہماری چالوں کو ناکام بنا رہا ہے۔

سپاہی سر جھکا کر چلا گیا۔

ماریا مسکراتی ہوئی واپس اپنے کمرے میں آ گئی ناگ قالین پر بیٹھا دوائی بنا رہا تھا ماریا نے ناگ کو سپہ سالار کی ساری بات سنائی تو وہ بڑا ہنسا اور کہنے لگا۔

کوئی جاسوس ہو گا تو وہ پکڑیں گے جاسوس تو ہم خود ہیں ہمیں وہ کیسے پکڑیں گے۔

سپہ سالار نے ایک اور کام کیا تھا جس کی ماریا اور ناگ کو خبر نہ تھی۔ اس نے وزیر کو خبردار کرنے کے بعد اپنے ایک ایسے آدمی کو ناگ کے قتل کا حکم دے دیا تھا جو شاہی دربار کا خاص جلاد تھا اور جس کے لیے کسی انسان کو مار ڈالنا ایسا ہی تھا جیسے ہم گرمیوں میں مچھر مار ڈالتے ہیں یہ جلاد بڑا سنگ دل تھا اور اس کے شکنجے سے بچ کر آدمی کہیں نہیں جا سکتا تھا۔

اس سے پہلے وہ کس قدر آدمیوں کو ہلاک کر چکا تھا یہ خود اس کو بھی معلوم نہیں تھا وہ اونچا لمبا ایک پہلوان تھا جس میں اتنی طاقت تھی کہ اگر درخت کو پورے زور سے ٹکر مارے تو وہ اپنی جڑ سے اکھڑ کر دور جا گرے اس نے ناگ کو دیکھا ہوا تھا سپہ سالار کے حکم پر سر جھکا کر بولا۔

حضور کا نمک کھاتا ہوں، ناگ تو میرے سامنے ایک چیونٹی ہے میں انگوٹھے سے اسے ایک پل میں مسل کر رکھ دوں گا۔

پہلوان جلاد

عنبر سمندری جہاز پر غلام بن چکا تھا۔

ظالم سوداگر نے اس کو عرشے کی صفائی کے کام پر لگا دیا تھا۔ وہ صبح سے لے کر شام تک جہاز کے تختوں کی صفائی کرتا اور باورچی خانے میں جا کر جھاڑو دیتا فرش کو پانی سے دھوتا، اس نے کئی بار سوچا کہ وہ وہاں سے بھاگ جائے مگر وہ بھاگ کر کہیں نہیں جا سکتا تھا جہاز سمندر میں سفر کر رہا تھا وہ جہاز کی کشتی بھی سمندر میں نہیں اتار سکتا تھا وہ بے بس تھا مجبور تھا چنانچہ غلام بن کر جہاز میں جابر سوداگر کا ہر حکم بجا لا رہا تھا دن بھر کام کرنے کے بعد اسے صرف شام کو کھانا ملتا اگر اس کے اندر خفیہ طاقت نہ ہوتی تو وہ بے حد کمزور ہو گیا ہوتا، لیکن چونکہ اپنی خفیہ طاقت کی وجہ سے نہ تو وہ گھلتا تھا اور نہ اسے بھوک تنگ کرتی تھی۔ اس لئے وہ صحت مند رہا۔

جہاز کو سمندر کی لہروں پر سفر کرتے بیس روز گزر گئے سوداگر نے محسوس کیا کہ باقی غلام تو دن میں ایک بار کھانا کھانے سے کمزور ہو جاتے ہیں مگر عنبر چونکہ نیا غلام آیا ہے اس کی صحت ویسے کی ویسی ہے جب کہ کھانے کو اس کو بھی دوسرے غلاموں کی طرح بہت کم ملتا ہے چنانچہ سوداگر نے ایک روز عنبر کے پاس جا کر اسے زور زور سے دو چار ہنٹر مارے اور پوچھا۔

کیوں بے تو اتنا ہٹا کٹا کیسے ہے؟ کیا تو چھپ چھپ کر باورچی خانے میں جا کر کھانا کھاتا ہے۔

عنبر کو ہنٹر لگنے کا بھی درد نہیں ہوا تھا اس نے مسکرا کر کہا۔

جناب! میں نے زندگی میں کبھی چوری نہیں کی کبھی جھوٹ نہیں بولا میں ایک اعلیٰ خاندان کا نوجوان ہوں اور اعلیٰ خاندان کے بچے نہ تو جھوٹ بولتے ہیں اور نہ چوری کرتے ہیں۔

بکواس بند کرو کمینے۔!

اور سوداگر نے دھڑا دھڑ عنبر کو ہنٹروں سے پیٹنا شروع کر دیا عنبر کو ذرا سی تکلیف نہیں ہو رہی تھی وہ بڑے مزے سے بیٹھا سوداگر کے ہنٹروں کی مار کھاتا رہا اور مسکراتا رہا، سوداگر کو بڑا غصہ آیا کہ یہ کم بخت کیسا آدمی ہے کہ اس پر مار کا بھی اثر نہیں ہو رہا حالانکہ اس کے ہنٹر کھا کر موٹے سے موٹے غلام کی چیخیں نکل جاتی تھیں اس نے طیش میں کہا۔

کم بخت! مار کھا کر بھی ہنس رہا ہے تجھ پر ذرا اثر نہیں ہو رہا؟ کیا تو لوہے کا بنا ہوا ہے۔

عنبر نے اسی طرح مسکراتے ہوئے کہا۔

جی ہاں جناب۔ میں لوہے کا بنا ہوا ہوں آپ مار مار کر تھک جائیں گے مگر مجھے کچھ نہیں ہو گا، میرا ایک بال تک بیکا نہیں ہو گا۔

سوداگر ایک دم ہنٹر کھینچ کر اس کے قریب آ کر بولا۔

کیا تم جادوگر ہو۔

عنبر نے کہا۔

میں جادوگروں کا باپ ہوں۔

بکواس کرتے۔

سوداگر نے زور سے عنبر کے سر پر ہنٹر مارا اور غصے میں بک بک کرتا وہاں سے چلا گیا عنبر کو سوداگر پر غصہ تو بے حد آیا مگر وہ اکیلا وہاں کر کچھ نہیں سکتا تھا اس نے بالٹی اٹھائی اور فرش صاف کرنے نچلی منزل پر آ گیا جہاز کے اس حصے میں پیاز کی بو پھیلی ہوئی تھی غلام عورتیں بھی یہاں کام کر رہی تھیں کوئی آٹا پیس رہی تھی اور کوئی کپڑے سی رہی تھی۔

عنبر نے دیکھا کہ وہ شریف چہرے والی لڑکی ایک طرف اور سب سے الگ بیٹھی سوت کات رہی تھی عنبر نے قریب جا کر دیکھا تو اس لڑکی کی

آنکھوں میں آنسو ٹپ ٹپ گر رہے تھے عنبر کے دل پر شریف لڑکی کے
آنسوؤں کا بڑا اثر ہوا اس نے آہستہ سے پوچھا۔

بہن تمہارا نام کیا ہے اور تم رو کیوں رہی ہو۔؟

شریف لڑکی نے کہا۔

بھائی میرا نام رخسانہ ہے میں ایک شریف ماں باپ کی بیٹی ہوں میں
نے کبھی گھر سے باہر قدم نہیں رکھا تھا میرے ماں باپ میری شادی کی
تیاریاں کر رہے تھے کہ یہ بحری ڈاکو مجھے اٹھا کر لے آئے اب خدا
جانے یہ کہاں لے جا کر مجھے بیچ دیں گے اور میں زندگی بھر اپنے ماں
باپ کا منہ نہ دیکھ سکوں گی۔

عنبر نے کہا۔

رخسانہ بہن! تمہاری کہانی سن کر میرا دل خون کے آنسو رو رہا ہے مگر
میں تمہاری کیا مدد کر سکتا ہوں میں مجبور ہوں، تمہاری طرح میں بھی

یہاں غلام ہوں۔

رخسانہ بولی۔

کاش! میرا بھی کوئی بھائی ہوتا اور وہ میری مدد کرتا۔

عنبر نے کہا۔

بہن رخسانہ! تم مجھے اپنا بھائی ہی سمجھو۔ میں تم سے بھائی بن کر پکا وعدہ
کرتا ہوں کہ میں تمہیں یہاں سے نکال کر ہی دم لوں گا۔

رخسانہ نے کہا۔

میرے بھائی تم خود یہاں ایک غلام کی زندگی بسر کر رہے ہو بھلا تم
میری کیا مدد کر سکو گے۔

عنبر کہنے لگا۔

ایسی کوئی بات نہیں بہن! انسان اگر ہمت سے کام لے اور مصیبت
میں گھبرائے نہیں تو ہر مشکل پر قابو پایا جا سکتا ہے۔

ہمیں خدا کی رحمت سے ناامید نہیں ہونا چاہیے خدا اگر چاہے تو دکھوں
کے اندھیرے میں روشنی کرسکتا ہے میں وعدہ کرتا ہوں کہ تمہیں یہاں
نہیں رہنے دوں گا اور اکیلا اس خونی جہاز سے فرار نہیں ہوں گا بلکہ
تمہیں اپنے ساتھ لے کر نکلوں گا اور تمہیں تمہارے ماں باپ تک
پہنچاؤں گا۔

رخسانہ کے چہرے پر چمک آ گئی کہنے لگی۔

بھائی تم نے میری مردہ زندگی میں امید کی شمع روشن کر دی ہے میں
تمہارا کس زبان سے شکریہ ادا کروں مجھے ایسے لگ رہا ہے جیسے مجھے
میرا بچھڑا ہوا بھائی مل گیا ہے۔

اتنے میں ظالم سوداگر کا ادھر سے گزر ہوا۔ اس نے جو رخسانہ اور عنبر کو
آپس میں باتیں کرتے دیکھا تو غصے میں بھرا ہوا ان کے پاس آیا اور
عنبر کی پیٹھ پر اس زور سے ہنٹر مارا کہ رخسانہ کی چیخ نکل گئی اگرچہ عنبر کو

تکلیف نہیں ہوئی تھی لیکن اسے سخت طیش آ گیا اس نے سوداگر کے
ہاتھوں سے ہنٹر کھینچ لیا اور پوری طاقت سے ہنٹر اس کے منہ پر مار
نے ہی والا تھا کہ سوداگر کے غلاموں نے اسے پکڑ کر ہنٹر اس کے
ہاتھ سے کھینچ لیا سوداگر کا پارہ تو ایک دم چڑھ گیا۔

اس نے چیخ مار کر کہا۔

اس گستاخ کمینے غلام کو کوٹھڑی میں بند کر دو۔ اس کو کھانے کو کچھ بھی نہ
دو۔ اسے بھوکا پیاسا مار دو۔

غلاموں نے عنبر کو جکڑ کر اپنے کندھوں پر اٹھا لیا اور جہاز کے تہہ خانے
میں لا کر ڈال دیا جہاز کا یہ تہہ خانہ نمدار اور تاریک تھا اندر سیلن اور
اندھیرا تھا یہاں پیاز اور لہسن کی بڑی سخت بو پھیلی ہوئی تھی عنبر خاموشی
سے وہاں بیٹھا سوچنے لگا کہ یہاں سے فرار کیسے ہوا جائے؟ اور اگر
جہاز کسی جزیرے پر لگ گیا تو وہاں سے کیسے نکل سکے گا؟ اس کے

حساب کے مطابق زمین دکھائی دینے والی تھی اور وہ سمندر میں تیرتی جھاڑیوں کو دیکھ چکا تھا شاید کوئی بڑا شہر قریب آ رہا تھا جہاں جا کر سوداگر غلاموں کو فروخت کرنا چاہتا تھا۔

سارے جہاز پر یہ خبر پھیل گئی کہ عنبر نے سوداگر کو مارنے کے لئے ہنٹر اٹھایا تھا جس کے بعد سوداگر نے عنبر کو جہاز کے گندے تہہ خانے میں بند کر دیا ہے ہوتے ہوتے یہ خبر رخسانہ تک پہنچی تو اسے بڑا صدمہ ہوا کیونکہ اس کا ایک نہایت اچھا بھائی سخت تکلیف میں تھا، اسے یہ بھی خبر مل گئی تھی کہ عنبر کو جیل خانے میں کھانے پینے کو کچھ نہیں دیا جا رہا........وہ پریشان ہوگئی کہ اس کا بھائی تو قید میں بھوکا پیاسا مر جائے گا اسے کیا معلوم تھا کہ عنبر کو نہ بھوک لگتی ہے نہ پیاس تنگ کرتی ہے وہ تو صرف لوگوں کو دکھانے کے لئے کھانا کھایا کرتا ہے۔بہن اپنے بھائی کے لئے پریشان ہوگئی اس نے فیصلہ کر لیا کہ وہ اپنے بھائی کو

کھانا پانی ضرور پہنچائے گی چاہے اس کی زندگی خطرے میں پڑ جائے رخسانہ نے اپنے بھائی کی مدد کرنے کے لئے بڑا خطرناک فیصلہ کیا تھا مگر وہ فیصلہ کر چکی تھی عنبر کو اس کی کوئی خبر نہیں تھی۔

وہ قید میں بڑے مزے سے چٹائی پر لیٹا ہوا تھا اس کی کوٹھڑی کی ایک گول کھڑکی سمندر کی طرف کھلتی تھی وہ سارا دن وہاں بیٹھا سمندر کی لہروں کو دیکھتا رہتا اسے محسوس ہونے لگا تھا کہ کوئی جزیرہ یا کسی شہر کی بندرگاہ قریب آ رہی ہے کیونکہ سمندر کی لہروں پر کبھی کبھی وہ گھاس اور جھاڑیوں کو تیرتے دیکھ رہا تھا تین روز گزر گئے اس عرصے میں وہاں کوئی بھی اسے کھانا پانی دینے نہ آیا سوداگر تو چاہتا ہی یہی تھا کہ وہ بھوکا پیاسا مر جائے۔

رخسانہ نے اس دوران میں کئی بار عنبر بھائی کو کھانا پہنچانے کی کوشش کی مگر اسے ہر بار موقع نہ مل سکا، آخر ایک رات رخسانہ نے دو سو تھی

روٹیاں جو اس نے اپنے حصے سے بچائی تھیں کپڑے میں لپیٹیں ایک
کپی میں پانی بھرا اور خدا کا نام لے کر عنبر کے تہہ خانے کی طرف چل
پڑی سارے جہاز پر اندھیرا چھایا ہوا تھا۔ صرف اوپر کے حصے میں
جہاں سوداگر کے کمرے تھے مشعلوں کی روشنی ہو رہی تھی وہ دبے
پاؤں دیواروں کے ساتھ ساتھ لگ کر چلتی لکڑی کی اس سیڑھی کے
پاس آگئی جو نیچے عنبر کے تہہ خانے کو جاتی تھی رخسانہ نے ایک پل کے
لئے وہاں کھڑے ہو کر ادھر ادھر دیکھا اور جلدی سے سیڑھیاں اتر گئی
نیچے آ کر وہ تہہ خانے کے دروازے کے سامنے آ کر کھڑی ہو گئی
دروازے کے باہر لوہے کی بھاری کنڈی لگی تھی۔

رخسانہ نے بڑی مشکل سے کنڈی کھول دی اور دروازے کو دھکیل کر
کھول دیا عنبر اندر چٹائی پر لیٹا ہوا تھا سمندر والی کھڑکی میں سے چاند
کی روشنی اندر آ رہی تھی عنبر نے رخسانہ کو دیکھا تو جلدی سے اٹھ کر بیٹھ
گیا اور بولا۔

رخسانہ بہن تم؟ تم اس وقت یہاں کہاں؟

رخسانہ نے دروازہ بند کر کے کہا۔

بھائی عنبر! میں تمہیں بھوکا پیاسا مرتا نہیں دیکھ سکتی، میں تمہارے لئے
روٹی اور پانی کی کپی لائی ہوں۔

رخسانہ بہن! تم نے زندگی کا بہت بڑا خطرہ مول لیا ہے تمہاری جان
سخت خطرے میں ہے خدا کے لئے یہاں سے واپس چلی جاؤ، مجھے
کھانے پینے کی ضرورت نہیں ہے۔

رخسانہ نے کہا۔

یہ کیسے ہو سکتا ہے بھائی کہ تمہیں روٹی اور پانی کی ضرورت نہ ہو بھلا دنیا
میں کوئی ایسا انسان بھی ہے جو بغیر کچھ کھائے پیئے زندہ رہ سکے۔

عنبر نے کہا۔

میں تمہارے سامنے دنیا کا ایک ایسا آدمی موجود ہوں جو بغیر کچھ
کھائے پیئے زندہ رہ سکتا ہے دیکھ لو۔ مجھے روٹی کھائے اور پانی پیئے
آج چوتھا روز ہے مگر میں تمہارے سامنے زندہ ہوں اور پوری طرح
صحت مند ہوں۔

رخسانہ نے بڑی حیرت سے کہا۔

ہاں بھائی! میں خود بھی حیران ہو گئی تھی جب میں نے تمہیں بڑے
آرام سے چٹائی پر لیٹے ہوئے دیکھا تھا، یہ بتاؤ کہ کیا تم چوری چوری
کچھ کھاتے رہے ہو؟

عنبر مسکرایا۔

ایسا نہیں ہے رخسانہ بہن یہاں کون آکر مجھے کچھ کھلا سکتا ہے اور میں
خود یہاں سے کیسے باہر جا سکتا ہوں بس یوں سمجھ لو کہ میں دنیا کا ایک
ایسا انسان ہوں جو روٹی اور پانی کے بغیر بھی زندہ رہ سکتا ہے۔

رخسانہ نے تعجب سے کہا۔

مگر میرے بھائی یہ کیسے ہو سکتا ہے۔؟

خدا کے لئے مجھ سے اس وقت بحث نہ کرو، یہ بات میں تمہیں پھر کسی
وقت بتاؤں گا اس وقت تم یہاں سے چلی جاؤ، اگر کسی نے تمہیں
یہاں دیکھ لیا تو سوداگر تمہیں قتل کروا دے گا۔

ابھی وہ یہ باتیں ہی کر رہے تھے کہ کسی نے باہر سے دروازہ کھول دیا
رخسانہ ایک دم سے عنبر کے پیچھے ہو گئی آنے والا ہٹا کٹا چوکیدار تھا جو
ظالم سوداگر کی طرف سے عنبر کی نگرانی پر لگا ہوا تھا اس نے جو دیکھ کہ
دروازہ کھلا ہے اور عنبر کے پاس ایک غلام عورت کھانا لے کر بیٹھی ہے تو
اس نے تلوار کھینچ لی اور چیخ کر کہا۔

میں تم دونوں کو زندہ نہیں چھوڑوں گا۔

وہ آگے بڑھ کر حملہ کرنے ہی والا تھا کہ عنبر نے بڑھ کر اس کا ہاتھ پکڑ لیا

مگر چوکیدار موٹا تھا اس نے عنبر کو جھٹک دیا اب رخسانہ سامنے آگئی
چوکیدار نے رخسانہ پر وار کیا عنبر نے رخسانہ کو دھکا دے کر پرے گرا دیا
تلوار سیدھی عنبر کے سر پر پڑی وار اس قدر طاقت ور تھا کہ عنبر کے سر کو
دو ٹکڑے ہو جانا چاہیے تھا مگر ایسا نہ ہوا۔ بلکہ تلوار اچٹ گئی۔

چوکیدار تو ہکا بکا ہو کر رہ گیا۔

اس کی حیرانی سے فائدہ اٹھاتے ہوئے عنبر نے اس کے ہاتھ سے تلوار
کھینچ لی اور بجلی ایسی تیزی کے ساتھ وہی تلوار چوکیدار کے موٹے
پیٹ میں گھونپ دی ایک چیخ بلند ہوئی اور موٹا چوکیدار دھڑام سے
فرش پر گر پڑا رخسانہ تھر تھر کانپنے لگی۔

یہ تو بہت برا ہوا۔ سوداگر کو پتا چل جائے گا۔ وہ ہم دونوں کو زندہ نہیں
چھوڑے گا۔

عنبر نے کہا۔

گھبراؤ نہیں رخسانہ بہن! میں ابھی سارا بندوبست کیے دیتا ہوں۔

عنبر نے رخسانہ کے ساتھ مل کر بڑی مشکل سے موٹے چوکیدار کو گھسیٹا
اسے گھسیٹ کر کھڑکی تک لائے اور پھر لاش کو سمندر میں پھینک دیا
سمندر کی لہروں میں لاش ایک بار ابھر کر غائب ہو گئی اس کے بعد
انہوں نے مل کر فرش پر سے خون کے دھبے صاف کیے عنبر نے کہا۔

اب تم فوراً یہاں سے واپس چلی جاؤ۔

مگر رخسانہ بڑی بڑی حیران آنکھوں سے عنبر کو دیکھتے ہوئے بولی بھائی
عنبر! ایک بات بتاؤ گے تو میں یہاں سے جاؤں گی جلدی سے پوچھو کیا
بات ہے؟

رخسانہ نے پوچھا۔

یہ بتاؤ کہ تمہیں کچھ ہوا کیوں نہیں میں نے اپنی آنکھوں سے تلوار
تمہارے سر پر گرتے دیکھی تھی تلوار اچٹ گئی اور تمہارے سر پر ہلکا سا

زخم بھی نہ آیا، اس کی کیا وجہ ہے؟

عنبر نے کہا۔

خدا کے لئے یہ وقت ایسی باتیں پوچھنے کا نہیں ہے تم جلدی سے چلی جاؤ میں پھر تمہیں ضرور سب کچھ بتا دوں گا.......... جلدی سے باہر نکل کر دروازہ بند کر دو اور کنڈی چڑھا دو۔

رخسانہ کچھ حیران کچھ پریشان سی تہہ خانے میں سے باہر نکل گئی باہر جا کر اس نے دروازہ بند کر کے اسی طرح لوہے کی کنڈی لگا دی اور لکڑی کی سیڑھیاں چڑھ کر اپنے قید خانے میں آ کر دوسری عورتوں کے پاس سو گئی۔

دریا پر قتل

سپہ سالار کے کہنے پر پہلوان جلاد ناگ کے پیچھے لگ گیا۔

وہ جلدی سے جلدی ناگ کو ختم کر کے سپہ سالار سے انعام و اکرام حاصل کرنا چاہتا تھا ناگ کو کوئی علم نہ تھا کہ پہلوان سیاہ موٹا جلاد اس کو مارنے کی فکر میں ہے جلاد کے لئے ناگ کو مارنا کوئی مشکل بات نہیں تھی بس وہ صرف اتنی ہوشیاری ضرور کرنا چاہتا تھا کہ ناگ کو اس طرح ہلاک کرے کہ کسی کو اس پر شک نہ ہو۔ اس کے لے ضروری تھا کہ وہ یا تو ناگ کو رات کے وقت اس کے کمرے میں جا کر مار دے یا اسے کسی بہانے باہر جنگل میں دریا کنارے لے جائے اور اس کا کام تمام کر دے جلاد نے دوسرا طریقہ زیادہ پسند کیا۔

اس نے ناگ سے دوستی تو پہلے ہی کر لی تھی اس مہم کو شروع کرنے کے

ساتھ ہی وہ ایک روز ناگ کے پاس آیا اور بڑی رازداری سے کہا۔

بھائی! تم سے ایک بات کرنی ہے مگر شرط یہ ہے کہ اس کا ذکر کسی سے نہیں کرو گے، پھر تمہیں بات بتاؤں گا۔

ناگ نے کہا۔

اچھا بھائی میں وعدہ کرتا ہوں کہ کسی سے بات نہیں کروں گا تم مجھے بتا دو۔

تم مجھے بتا دو۔

جلاد نے کہا۔

بات یہ ہے کہ دریا کنارے میری ایک دوسری بیوی رہتی ہے میں نے اسے یہ نہیں بتایا تھا کہ میں پہلے ہی شادی کر چکا ہوں اب اس کم بخت کو کہیں سے یہ معلوم ہو گیا ہے اور وہ میرے ساتھ ہر روز لڑائی کرتی ہے اگر تم میرے ساتھ جا کر صرف میری اور میرے بچوں کی زندگی کی

خاطر اسے میرے ساتھ دریا کنارے جا کر یہ کہہ دو کہ میری پہلی بیوی نہیں ہے تو میری اس کی لڑائی ختم ہو جائے گی اور میرے بال بچوں کی زندگی بن جائے گی کیا میری اور میرے بچوں کی خاطر تم ایسا کر لو گے

ناگ جلاد کو ایک احمق سا سیدھا سادا آدمی سمجھتا تھا اس نے کہا۔

ہاں میں تمہارے بال بچوں کی خاطر یہ جھوٹ بول دوں گا اس خیال سے کہ اس جھوٹ میں تمہارے گھر کی بھلائی ہے تم دونوں گھروں میں امن قائم رکھ سکو گے۔

تو پھر آج شام ہی میرے ساتھ چلو۔

ناگ نے پوچھا۔

لیکن ہمیں کس جگہ جانا ہوگا۔

جلاد نے جھٹ جواب دیا۔

بس یہی دریا کنارے۔ وہاں میں نے ایک جھونپڑا ڈال رکھا ہے اس

جھونپڑے میں میری بیوی بچے رہتے ہیں۔

بہت اچھا میں تمہارے ساتھ چلا چلوں گا۔

خدا تمہیں خوش رکھے ناگ میاں! مجھے تم سے یہی امید تھی تم بڑے نیک اور دل کا درد رکھنے والے نوجوان ہو میں شام کو آ کر تمہیں لے چلوں گا تم تیار رہنا۔

میں تیار رہوں گا۔

ناگ واپس کمرے میں آیا تو ماریا نے پوچھا۔

ناگ بھائی! میں نے کھڑکی میں سے دیکھا تھا تم جلاد سے کیا باتیں کر رہے تھے؟

ناگ نے ساری بات سنائی تو ماریا بولی۔

بھائی تم بھی بڑے بھولے ہو، یہ شخص بڑا پتھر دل کا آدمی ہے اس کا کوئی بھروسہ نہیں جو شخص بڑے سکون سے دوسرے انسان کی گردن اتار دیتا ہے اس پر تم کیسے بھروسہ کر سکتے ہو۔

ناگ ماریا کی بات سن کر ہنس دیا۔

ماریا بہن۔ تم کو وہم ہو گیا ہے یہ شخص بڑا ہی احمق اور بیوقوف قسم کا آدمی ہے میں تو حیران ہوں کہ یہ جلاد کیسے بن گیا۔؟

تم چاہے جو بھی کہو مگر مجھے تو یقین ہے کہ یہ شخص تمہیں کسی جال میں پھنسانا چاہتا ہے تمہیں اس سے خبردار رہنا چاہیے اور میری مانو تو اس کے ساتھ رات کو دریا پار مت جاؤ۔

ناگ بولا۔

بھئی دریا پار تھوڑے جانا ہے اس کے ساتھ تو دریا کے کنارے جانا ہے اور پھر یہ اس کی گھریلو زندگی کے امن کا سوال ہے دونوں بیویاں آپس میں لڑتی جھگڑتی رہتی ہیں میں ذرا جا کر اس عورت سے دو بول کہہ دوں گا تو اس کے گھر میں ساری لڑائیاں ختم ہو جائیں گی۔

ماریانے کہا۔

میں جانتی ہوں ناگ بھائی تم باز نہیں آؤ گے۔تم ضرور جا کر ہی رہو گے چلو ٹھیک ہے مگر میری مانو تو خبر دار رہنا............

ناگ نے کہا۔

خبر دار تو میں ہر وقت رہتا ہوں یہ کوئی کہنے کی بات ہے ماریانے پھر عنبر کا ذکر چھیڑ دیا۔

خدا جانے عنبر بھائی کہاں ہے اور کس حال میں ہے اس کی تو کوئی خبر تک نہیں ملی۔ایک مہینے سے زیادہ ہو چکا ہے پتا نہیں اس کم بخت وزیر اور سپہ سالار نے اسے کہاں گم کر دیا ہے کہ اس کی خوشبو تک کہیں سے نہیں آ رہی۔

ناگ بھی عنبر کو یاد کر کے اداس ہو گیا۔

دل تو میرا ابھی بھائی کی یاد میں بڑا اداس رہتا ہے مگر کسی سے کوئی بات

نہیں کر سکتا کئی بار خیال آیا کہ تمہیں ساتھ لے کر اس شہر سے عنبر کی تلاش میں نکل پڑوں پر پھر یہ سوچ کر خاموش ہو جاتا ہوں کہ عنبر ایک طاقت ور انسان ہے اس کو کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتا۔وہ جہاں کہیں بھی ہو گا زندہ ضرور ہو گا۔بس اس کی جدائی سے دل بے تاب سا ہو جاتا ہے۔

ماریانے کہا۔

میرا تو دل کہتا ہے کہ عنبر اس شہر میں نہیں ہے اسے یا تو رسیوں سے باندھ کر کسی تہ خانے میں پھینک دیا گیا ہے اور یا اسے جہاز پر سوار کروا کر یہاں سے چلتا کر دیا ہے تمہارا کیا خیال ہے۔؟

ہاں کسی وقت میرے دل میں بھی یہ خیال آتا ہے کہ اسے یہاں سے اغوا کر کے کسی دوسرے ملک میں پہنچا دیا گیا ہے مگر پھر سوچتا ہوں کہ اتنے دنوں تک عنبر کو رسیوں میں جکڑ کر نہیں رکھا جا سکتا اگر اسے موقع

ملتا تو وہ ضرور فرار ہو کر ہم تک پہنچ جاتا، ایسا بھی نہیں ہوا۔

بادشاہ سلامت نے بھی اپنی فوج اور جاسوسوں سے ملک کے چپے چپے چھان مارا ہے لیکن عنبر کی کوئی خبر نہیں مل سکی میرا تو خیال ہے کہ میں وزیر کو قابو میں کر کے اس سے پوچھوں کہ بتاؤ عنبر کہاں ہے؟

ہاں یہ خیال اچھا ہے لیکن اس طرح وزیر کو معلوم ہو جائے گا کہ ایک غیبی عورت عنبر کے ساتھ ساتھ چل رہی ہے اس سے یہ بھی بھید کھل جائے گا کہ مجھے ایک غیبی عورت کی امداد حاصل ہے جو کہ ہم کسی کو نہیں بتانا چاہتے ہاں اگر عنبر کی زندگی اور موت کا سوال ہوتا تو میں تمہیں اس کی اجازت دے دیتا مگر ایسا نہیں ہے ہمیں اچھی طرح معلوم ہے کہ عنبر جہاں کہیں بھی ہے زندہ ہے وہ مر نہیں سکتا، اس لئے ہمیں سکون کے ساتھ اور صبر کے ساتھ رہ کر یہاں عنبر کا انتظار کرنا ہوگا، وہ جہاں کہیں بھی ہے ایک نہ ایک دن یہاں ضرور آئے گا۔

ناگ بادشاہ اور شہزادے کو دوائی کھلانے چلا گیا اور ماریا نے فیصلہ کر لیا کہ وہ رات کو ناگ کا پیچھا کرے گی وہ جب جلاد کے ساتھ دریا کنارے والے جھونپڑے میں جائے گا تو وہ اس کی حفاظت کے لئے اس کے ساتھ ساتھ جائے گی اب وہ شام ہونے کا انتظار کرنے لگی

ادھر جلاد بھی اپنی چھری اور تلوار تیز کر رہا تھا آج شام اس نے ناگ کو ہمیشہ کے لئے گہری نیند سلانا تھا اس کے ساتھ ہی اسے سپہ سالار سے انعام کی توقع بھی تھی اور یہ بھی وعدہ تھا کہ سپہ سالار اس کی ماہانہ تنخواہ میں ایک ہزار اشرفیوں کا اضافہ کروادے گا۔ اتنے پیسوں سے وہ شہر سے باہر پھلوں کا ایک پورا باغ خرید سکتا تھا۔

جلاد بڑے شوق سے چھری تیز کرنے لگا ساتھ ساتھ وہ اپنے آپ سے باتیں بھی کرتا جا رہا تھا........

بچو ناگ آج تو میرے ہاتھ سے بچ کر نہ جا سکے گا، تو نے بہت سے

لوگوں کو ناکوں چنے چبوائے ہیں مگر تو میرے جال سے بچ کر نہ نکل سکے گا آج تو میں تمہارے جسم کے ٹکڑے ٹکڑے کرکے دریا میں بہا دوں گا۔ دیکھتا ہوں آج تمہیں مجھ سے کون چھڑاتا ہے۔؟

شام ہوئی تو جلاد نے چھری اپنی قمیض کے اندر چھپائی اور ناگ کے کمرے کی طرف آگیا دروازے پر دستک دی تو ناگ نے اسے اندر بلالیا ناگ اس وقت منہ ہاتھ دھونے کے بعد گرم دودھ پی رہا تھا ماریا کھانا کھا کر سیر کے بہانے باہر گئی تھی اصل میں وہ ایک طرف درخت کے پاس کھڑی جلاد اور ناگ کے وہاں سے جانے کا انتظار کررہی تھی کہ یہ لوگ دریا کی طرف جائیں اور وہاں ان کا پیچھا کرے۔

ناگ نے اٹھ کر دروازہ کھولا اور جلاد کو اندر بلالیا۔

اندر آجاؤ بھائی! دودھ پیو گے؟

جلاد نے خوش ہو کر کہا۔

نہیں بھائی تمہارا بہت شکریہ میں کھانا کھا کر آرہا ہوں ساتھ ہی دل میں کہنے لگا بچو جی پی لے دودھ یہ تمہاری زندگی کا آخری پیالہ ہوگا۔

ناگ نے کہا۔

کیا تمہارے بچے جھونپڑے میں ہی ہیں۔؟

ہاں بھائی! بڑی مشکل سے انہیں منا کر لایا ہوں بیوی تو آنے کو تیار نہیں تھی جب میں نے اسے بتایا کہ بھائی ناگ تمہیں قسم کھا کر کہنے کو تیار ہے کہ میری اور کوئی بیوی نہیں ہے تو وہ راضی ہو کر آگئی ہے بچے بھی ساتھ ہی لیے آئی ہے۔

ناگ نے کہا۔

چلو بھائی میں تیار ہوں۔

شکریہ ناگ بھائی۔

ناگ جلاد کے ساتھ دریا کی سمت روانہ ہوگیا۔

ان کے پیچھے ہی پیچھے ماریا بھی چل پڑی شام ہوگئی تھی رات کا شروع
شروع کا اندھیرا چاروں طرف پھیل گیا تھا مکانوں اور دکانوں کے
اندر شمعدان روشن ہوگئے تھے بازاروں میں لوگوں کی چہل پہل ماند
پڑ گئی تھی موسم بھی ہلکا ہلکا سرد ہو گیا تھا ناگ جلاد کے ساتھ باتیں کرتا جا
رہا تھا۔

ناگ بھائی! تم اتنے اچھے حکیم ہو کبھی میری بیوی کے دماغ کا بھی
علاج کرو، کم بخت کو میرے بارے میں وہم ہو گیا ہے کہ میں اس کو
جانی دشمن ہوں دیوتاؤں کے لئے اس کے دماغ سے یہ وہم کا بھوت
نکالو نہیں تو میں اسے بھی ختم کر دوں گا۔

ناگ نے کہا۔

کیسی باتیں کرتے ہو بھائی! میری آج کی گواہی سے دونوں مطمئن
ہو جائیں گی اور تمہارے گھر میں پھر کبھی لڑائی جھگڑا نہیں ہوگا۔

جلاد نے کہا۔

بھائی تمہیں نہیں معلوم۔ اسے بڑا وہم ہے وہ وہمی عورت ہے میں تو
کہتا ہوں کوئی ایسی دوائی مل جائے کہ اسے کھلاؤں اور وہ میری ہر
بات کو سچ مان کر گردن جھکا دیا کرے۔

کوئی بات نہیں پھر.......... فکر نہ کرو، تمہیں ایک ایسی دوائی دوں گا کہ
وہ پھر کبھی تم پر اعتراض نہیں کرے گی مگر تم نے بھی تو دو شادیاں کر کے
اپنے گلے میں استروں کی مالا ڈال رکھی ہے تم سے کس نے کہا تھا کہ دو
بیویاں گھر میں ڈال لو۔

جلاد سرد آہ بھر کر بولا۔

بس جو ہونا تھا ہو گیا حکیم صاحب۔

ناگ نے کہا۔

پھر اب جو ہو گیا ہے اس کی سزا بھگتو۔

یہی تو ہوتا نہیں بھائی۔

وہ باتیں کرکے دریا کنارے آ گئے ناگ نے کنارے پر ایک طرف اناس کے پتوں اور ڈالیوں سے بنا ہوا چھوٹا سا جھونپڑا دیکھا اس نے جلاد سے پوچھا۔

کیا یہی تمہارا گھر ہے۔؟

ہاں بھائی یہی ہمارا گھر ہے چلو گے وہاں؟ آؤ تمہیں اپنے بچوں سے ملوا دوں۔

اور جلاد بہانے بہانے بڑی مکاری سے ناگ کو جھونپڑے کے پاس لے آیا وہ تو خدا کا شکر تھا کہ ماریا جلاد کا تعاقب کر رہی تھی نہیں تو پتا نہیں کیا ہو جاتا یہ تو یقینی بات تھی کہ جلاد نے تلوار یا چھری کے پیچھے سے ایک ہی وار سے ناگ کی گردن اتار دینی تھی اور ناگ عنبر نہیں تھا کہ اسے کچھ نہ ہوتا وہ یقیناً ہلاک ہو جاتا۔

ماریا نے بھی چلتے وقت خنجر لے لیا تھا خنجر اس کے کرتے کے ساتھ لگا ہوا تھا جلاد ناگ کو لے کر جھونپڑے میں داخل ہوا تو ساتھ ہی ماریا بھی اندر داخل ہو گئی جھونپڑے میں کچھ برتن پڑے تھے اور کوئی وہاں نہیں تھا ناگ نے پوچھا۔

بھئی تمہاری بیوی کہاں ہے؟

جلاد نے ہنس کر کہا۔

میرا خیال ہے بچوں کو لے کر باغ میں گئی ہو گی ابھی آ جاتی ہے اتنی دیر میں تم تھوڑا سا دودھ پی لو۔

نہیں میاں دودھ تو میں پی کر آ رہا ہوں اس کی ضرورت نہیں ہے تم ایسا کرو جا کر اپنی بیوی بچوں کو بلا لاؤ۔

جلاد بولا۔

ابھی جا کر بلا لاتا ہوں تم ذرا وہ صندوق پر سے چادر تو مجھے پکڑا دینا۔

ماریا ایک دم چوکس ہوگئی اور خنجر لے کر جلاد کے پیچھے آ گئی۔
اس نے جلاد کی آواز میں سے خون کی بو سونگھ لی تھی جونہی ناگ کا رخ دوسری طرف ہوا جلاد نے قہقہہ لگا کر خنجر قمیض میں سے نکالا اور ناگ پر حملہ کرنے ہی والا تھا کہ ماریا نے پلک جھپکتے میں پیچھے سے خنجر پوری طاقت سے جلاد کی پسلیوں میں گھسیڑ دیا خنجر سیدھا اس کے دل کے اندر چلا گیا ایک چیخ مار کر جلاد زمین پر گر پڑا ناگ نے پلٹ کر دیکھا تو ششدر رہ گیا ماریا نے کہا۔
وہی ہوا نا۔ جس کا مجھے ڈر تھا بھائی؟ میں نہ کہتی تھی کہ اس کی باتوں میں نہ آؤ یہ شخص بڑا قاتل ہے ہزاروں کی گردنیں اتار چکا ہے مگر تمہارے کانوں پر اس کا کچھ اثر ہی نہیں ہوتا تھا اب بتاؤ میں سچی تھی یا نہیں؟
ناگ ماریا کا بڑا شکر گزار ہوا۔
ماریا بہن تم سچی تھیں۔ اس وقت اگر تم نہ میری مدد کرتیں تو میں کبھی کا ختم

ہو گیا ہوتا.......... آؤ اب واپس چلیں اس جلاد کی لاش وزیر اور سپہ سالار کی عبرت کے لئے اسی جگہ رہنی چاہیے۔
انہوں نے جلاد کی تڑپتی ہوئی لاش کو وہیں چھوڑا اور واپس آ گئے۔

تلوار ٹوٹ گئی

عنبر کو بھوکا پیاسا کوٹھڑی میں پڑے سات روز گزر گئے۔
آٹھویں روز سوداگر نے دو غلاموں کو ساتھ لیا اور یہ کہہ کر تہہ خانے کی طرف چلا کہ چل کر عنبر کی لاش اٹھاؤ اور سمندر میں پھینک دو اسے

یقین تھا کہ سات روز روٹی اور پانی کے بغیر عنبر مر گیا ہو گا کوئی بھی انسان کم از کم پانی کے بغیر سات روز تک زندہ نہیں رہ سکتا اس نے کوٹھڑی کا دروازہ کھلوا کر دیکھا تو اس کے ہاتھوں کے طوطے اڑ گئے عنبر اسی طرح چاق وچوبند پوری طرح صحت مند اور تندرست چٹائی پر بیٹھا مسکرا رہا تھا یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے وہ ہر روز مرغ پلاؤ کھاتا رہا ہو، سوداگر نے چلا کر کہا۔

اس مردود کو لے جا کر بادبان کے رسے کے ساتھ پھانسی پر لٹکا دو۔ یہ چوری چھپے کھاتا پیتا رہا ہے۔

غلاموں نے عنبر کو اٹھایا اور اوپر عرشے پر لے آئے عنبر مسکرائے جا رہا تھا سوداگر کو اس کے مسکرانے پر اور غصہ آ رہا تھا عرشے پر پھانسی دی جانے کی خبر سن کر سارے غلام اور خلاصی جمع ہو گئے سوداگر درمیان میں تلوار لیے کھڑا تھا۔

اس کم بخت کو پھانسی چڑھا دو، یہ ہنس ہنس کر ہم سب کا مذاق اڑا رہا ہے اس کو مذاق کرنے کا مزا چکھا دو۔

غلام افریقہ کے بڑے ہٹے کٹے تھے انہوں نے جھٹ پٹ عنبر کے گلے میں رسی کا پھندا ڈالا اور اسے اوپر کھینچ کر مستول کے ساتھ لٹکا دیا عنبر لٹک گیا وہ پھر بھی ہنس رہا تھا اسے لٹکتے ہوئے یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے وہ رسے کے ساتھ نہیں لٹک رہا بلکہ زمین کے اوپر کھڑا ہے سوداگر نے زور سے قہقہہ لگایا اور بولا۔

اس کی لاش کو دو روز تک لٹکے رہنے دو تیسرے دن اسے اتار کر سمندر کی مچھلیوں کے آگے ڈال دینا۔

عنبر رسے کے ساتھ لٹکا رہا اور غلام اپنے اپنے کام میں لگ گئے ان سب کے خیال میں عنبر مر چکا تھا مگر وہ اس بات پر حیران ضرور ہوئے تھے کہ عنبر تڑپا بالکل نہیں تھا سوداگر بھی اپنے کیبن میں چلا گیا اور کپتان

سے آنے والے جزیرے کے بارے میں باتیں کرنے لگا کپتان
کہنے لگا۔

تین دن بعد ہم ہاما کو کے شہر میں پہنچ جائیں گے۔

سوداگر نے بطخ کی ٹانگ کھاتے ہوئے کہا۔

اس دفعہ میرے پاس زیادہ غلام نہیں ہیں۔ اسلئے دوسرے پھیرے
ہمیں افریقہ کے نچلے حصے میں جا کر زیادہ سے زیادہ لوگوں کو پکڑ کرلانا
ہوگا۔

کپتان بولا۔

مالک آپ جو حکم کریں گے غلام اس پر عمل کرے گا لیکن میں پھر آپ
سے گزارش کروں گا کہ کریک فائر جزیرے میں چل کر پرانے جاپانی
بحری ڈاکوؤں کا دبایا ہوا خزانہ ضرور تلاش کریں میرے پاس اس کا
پرانا نقشہ موجود ہے مجھے یقین ہے کہ خزانہ ہمیں ضرور مل جائے گا کہتے
ہیں وہ اتنا قیمتی خزانہ ہے کہ پھر ہمیں ساری زندگی غلاموں کو پکڑ کر
فروخت کرنے کی ضرورت محسوس نہیں ہوگی۔

سوداگر نے جانوروں کی طرح گوشت کھاتے ہوئے کہا۔

یہ تو ٹھیک ہے مگر کریک فائر جزیرہ بے آباد ہے اور کہتے ہیں کہ وہاں
بہت زہریلے سانپ ہوتے ہیں وہاں ہم سبھوں کی جان کا خطرہ ہے
اور پھر یہ بھی کوئی ضروری نہیں کہ خزانہ مل جائے کیونکہ پرانے بحری
ڈاکو بڑے مکار تھے انہوں نے ایسی جگہوں پر خزانہ دبایا ہوگا جہاں
سے کبھی کوئی انسان حاصل نہ کرسکے۔

کپتان کہنے لگا۔

سرکار! یہ آپ کا خیال ہے سانپ کسی جزیرے میں نہیں ہوتے، اور
پھر ایک بار چل کر کوشش کر لینے میں کیا حرج ہے؟ مجھے یقین ہے کہ ہم
ضرور کامیاب ہوں گے آپ ہاما کو کی بندرگاہ ہی سے جزیرے کی

طرف سفر شروع کرنے کا حکم دے دیں۔

سوداگر کچھ سوچ کر بولا۔

یہ بتاؤ کہ یہ جزیرہ باماکو کی بندرگاہ سے کتنی دور ہے؟

اگر ہم صبح صبح باماکو کی بندرگاہ سے جنوب مشرق کی طرف سات سو ڈگری پر چلیں اور راستے میں کوئی طوفان نہ آئے تو ہم ساتویں روز کریک فائر جزیرے کے ساحل پر پہنچ جائیں گے۔

سوداگر نے آنکھیں سکیڑ کر پوچھا۔

وہ نقشہ کہاں ہے جس میں خزانے کا راستہ بتایا گیا ہے؟

ابھی دیتا ہوں۔

کپتان نے ایک الماری میں سے چمڑے کے غلاف میں لپٹا ہوا ہرن کی کھال پر بنا ہوا پرانا سا نقشہ نکال کر تپائی پر پھیلا دیا۔

یہ ہے وہ نقشہ جناب! آپ اسے غور سے دیکھیں یہ دیکھیے یہ جزیرے کا جنوب مغربی علاقہ ہے یہاں پام اور ناریل کے بے شمار جھنڈ ہیں یہاں سے چل کر ہم اس جانب ویران اور بنجر ساحل کی طرف آ جاتے ہیں جہاں سوائے خشک ریتلی چٹانوں کے اور کچھ نہیں ہے یہاں دو درخت آپس میں اوپر جا کر گلے مل رہے ہیں ان درختوں سے شمال کی طرف ایک سو قدم کے فاصلے پر ایک چٹان ہے جس کے اندر ایک غار کا دروازہ ہے بس اسی غار میں خزانہ کسی جگہ دبایا ہوا ہے۔

سوداگر دیر تک خزانے کے نقشے کو دیکھتا رہا۔ اس کے چہرے سے معلوم ہو رہا تھا کہ اسے نقشے نے خاصا متاثر کیا ہے کپتان کی بڑی خواہش تھی کہ وہ جہاز کو لے کر جزیرے میں جائے اور خزانہ تلاش کرے اصل وجہ یہ تھی کہ وہ خزانہ خود حاصل کرنا چاہتا تھا۔ لیکن سوداگر کی مرضی کے بغیر وہ جزیرے کی طرف سفر نہیں کر سکتا تھا اس کی چال یہ تھی کہ وہ جہاز کو جزیرے تک لے جائے وہاں جا کر سوداگر اور

دوسرے غلاموں کو قتل کر دے اور خود خزانے اور جہاز پر قبضہ کر کے باقی زندگی آرام و آسائش کے ساتھ گزارے اس سلسلے میں کپتان نے چار جہازیوں کو اپنے ساتھ ملا لیا تھا یہ چاروں کے چاروں کپتان کے ساتھی تھے اور جہاز چلانے میں اس کی مدد کرتے تھے۔

پانچوں ایک دوسرے کے رازدار تھے مگر کوئی کسی سے زیادہ بات نہیں کرتا تھا کہ کہیں کسی کو شک نہ پڑ جائے۔

سوداگر نے کہا۔

بہت بہتر ہم بندرگاہ سے سیدھے جزیرے کی طرف چل پڑیں گے۔

لیکن ایک بات میں کھول کر بیان کر دیتا ہوں اگر وہاں خزانہ نہ ملا تو میں تمہیں اسی جزیرے میں سب کے سامنے قتل کر کے پھینک دوں گا۔ کیا یہ تمہیں منظور ہے؟

کپتان نے کہا۔

مجھے منظور ہے آپ گھبرائیں نہیں خزانہ وہاں ضرور ملے گا۔ کپتان نے سوداگر کی یہ شرط اس لئے مان لی تھی کہ وہ تو سوداگر کو وہاں لے جا کر خود قتل کرنے کی سازش تیار کر رہا تھا سوداگر کی کیا مجال تھی کہ کپتان کو مار سکتا کپتان بڑا خوش ہوا کہ وہ کامیاب ہو گیا اور اس کی سازش کا پہلا قدم منزل کی طرف اٹھ گیا ہے سوداگر ویران کریک فائر جزیرے کی طرف جانے پر رضامند ہو گیا تھا اور کپتان بحری ڈاکوؤں کے خزانے پر قبضہ کر کے دولت مند بننے کے خواب کو پورا ہوتے دیکھ رہا تھا۔

دو دن جہاز کو سمندر میں مزید گزر گئے۔

اس عرصے میں عنبر بادبان کے ساتھ اوپر رسے سے لٹکا رہا

..........تیسرے دن صبح سوداگر نے حکم دیا کہ عنبر کی لاش کو رسے پر سے نیچے اتارا جائے تا کہ اسے مچھلیوں کی خوراک بنا دیا جائے غلام

آگے بڑھے انہوں نے رسی کو ڈھیل دے کر لاش نیچے اتاری
..........مگر حیرت سے ان کے منہ سے چیخ نکل گئی تین دن تین رات
تک رسی پر لٹکے رہنے کے باوجود عنبر زندہ تھا صحت مند تھا اور ہشاش
بشاش تھا غلام ڈر کر پیچھے ہٹ گئے سوداگر بھی خوفزدہ سا ہو گیا عنبر نے
کہا۔

کیا تم لوگوں کو اب بھی یقین نہیں آتا کہ میں زندہ ہوں؟

سوداگر نے تلوار لہرا کر کہا۔

یہ جادوگر ہے اسے قتل کر دوں گا۔

سوداگر نے بڑے زور سے تلوار عنبر کی گردن پر ماری۔ چاہیے تو یہ تھا
کہ عنبر کی گردن اڑ کر سمندر میں گر پڑتی لیکن اس کے الٹ ہوا سوداگر
کی تلوار عنبر کی گردن پر لگتے ہی دو ٹکڑوں میں تقسیم ہو گئی دستہ سوداگر
کے ہاتھ میں رہ گیا اور تلوار ٹوٹ کر سمندر میں گر گئی۔ اب تو سارے

غلام سجدے میں گر پڑے۔

تم دیوتا ہو.........ہم دیوتا کو سلام کرتے ہیں۔

عنبر نے بڑی شان سے مسکرا کر طنز کے ساتھ سوداگر کو دیکھا اور کہا۔

کیوں اے ظالم! انسان کیا اب بھی تمہیں محسوس نہیں ہوا کہ ظلم کی ناؤ
آخر ایک دن ڈوب جاتی ہے کیا تمہیں یقین نہیں آیا کہ میں غیر فانی
ہوں اور مر نہیں سکتا یاد رکھو اگر تیرے جہاز کے سارے غلام تلواریں
لے کر مجھ پر ٹوٹ پڑیں تو بھی مجھے ایک زخم تک نہیں لگا سکتے ہاں اگر
میں چاہوں تو ایک ایک کر کے تم سب کو قتل کر سکتا ہوں۔

سوداگر نے ہاتھ جوڑ کر کہا۔

اے دیوتا۔! مجھے معاف کر دو۔ مجھ سے غلطی ہو گئی آج سے تم نہیں
بلکہ میں تمہارا غلام ہوں۔

اور سوداگر عنبر کے قدموں پر گر پڑا عنبر نے اپنا پاؤں اٹھا کر ظالم سوداگر

کے سر پر رکھ دیا اور گردن اٹھا کر کہا۔

دیکھ لو اے جہاز پر رہنے والے غلامو اور اس سوداگر کے ساتھیوں!
میں آج سے تمہارے مالک کا مالک ہوں مگر تم میرے غلام نہیں ہو
تمہارا مالک میرا غلام ہے میں اسی پر اسی طرح حکم چلاؤں گا جس
طرح یہ کبھی مجھ پر حکم چلایا کرتا تھا۔ میں اگر چاہتا تو جب یہ مجھے ہنٹر
مارا کرتا تھا تو اسی وقت اس کا خاتمہ کر دیتا مگر میں نے اسے معاف کیا
اور ایسا نہ کیا میں آج بھی اسے معاف کرتا ہوں........ مگر یہ میرا غلام
بن کر رہے گا میں جو اسے حکم دوں گا اسے وہی کرنا ہوگا کیوں بولو کیا
میں جھوٹ کہہ رہا ہوں؟

سوداگر نے سر اٹھا کر کہا۔

آپ ٹھیک کہہ رہے ہیں مالک! آپ میرے مالک ہیں اور میں آپ
کا غلام ہوں آپ جو مجھے حکم دیں گے میں اسے بجا لاؤں گا۔

عنبر نے بلند آواز سے کہا۔

تم اٹھ کر وہاں بیٹھ جاؤ۔ کپتان کہاں ہے؟ اس کو بلایا جائے کپتان
اسی جگہ چھپ کر کھڑا تھا وہ اپنے خاص راز دار آدمیوں کے ساتھ کھڑا
یہ سوچ رہا تھا کہ اب سوداگر کے ساتھ ساتھ عنبر کو بھی ختم کرنا ہوگا تا کہ
کہیں وہ خزانے پر قبضہ نہ جما لے۔ مگر عنبر تو مر نہیں سکتا تھا اس نے دل
میں سوچ لیا تھا کہ وہ عنبر کو کسی بندرگاہ پر اتار کر جہاز لے کر بھاگ
جائے گا پھر راستے میں سوداگر اور اس کے ساتھیوں کو سوتے میں ہی
ختم کر دے گا اب وہ عنبر کی خوشامد کر کے ہی وقت گزارنا چاہتا تھا
چنانچہ جب عنبر نے اسے بلایا تو اس نے جھک کر کہا۔

میں حاضر ہوں میرے آقا۔

عنبر نے کہا۔

اگر تم ایک ایمان دار کپتان ہو اور تمہیں اپنی زندگی سے پیار بھی ہے تو

مجھے صاف صاف بتاؤ کہ ہم کسی بڑے شہر کے ساحل پر کب پہنچیں گے؟

ہم پرسوں صبح بندرگاہ پر پہنچ جائیں گے۔

بہت خوب، بس اب تم جا سکتے ہو مجھے تم سے یہی پوچھنا تھا ہاں ایک بات اور بتاؤ جس بندرگاہ پر ہم پہنچیں گے کیا وہاں سے مجھے کوئی ایسا جہاز مل جائے گا جو واپس جاپان کے ملک کو جا رہا ہو۔

آقا ایاما کو بندرگاہ سے مہینے میں ایک بار جہاز جاپان کو جاتا ہے یہ وہاں چل کر ہی معلوم ہوگا کہ جہاز کس روز جاپان جا رہا ہے اس کے سوا اور کوئی جہاز وہاں سے جاپان کو نہیں جاتا۔

شکریہ تمہارا کپتان اب تم سے میری ملاقات ساحل پر پہنچ کر ہوگی اور یقیناً وہ ہم دونوں کی آخری ملاقات ہوگی۔

کپتان بڑا خوش ہوا کہ عنبر بندرگاہ پر پہنچ کر اس سے جدا ہو رہا تھا وہ یہی

چاہتا تھا کہ عنبر بن کر جو نئی مصیبت اس پر نازل ہوئی ہے وہ اپنے آپ ہی ٹل جائے کیونکہ عنبر کو ٹھکانے لگانا اس کے بس کا روگ نہیں تھا۔

کپتان نے آگے بڑھ کر عنبر کا ہاتھ چوم لیا۔

آپ ایک عظیم دیوتا ہیں۔ آپ کو میرا دلی سلام قبول ہو۔

میں ہمیشہ آپ کی خدمت کرنے کے لئے تیار ہوں۔

شکریہ کپتان صاحب! مجھے تمہاری خدمت کی ضرورت نہیں اور ہاں سوداگر آقا اور میرے غلام............اب تم بھی اپنے کمرے میں نہیں بلکہ اس تہ خانے میں جا سکتے ہو جہاں تم نے مجھے قید کر رکھا تھا۔

غلامو! اس نئے غلام کو اٹھا کر تہ خانے میں پھینک دو۔

غلاموں کی بھلا کیا مجال تھی کہ وہ عنبر کا حکم نہ مانتے انہوں نے اپنی آنکھوں کے سامنے عنبر کی ایسی طاقت دیکھی تھی کہ وہ تھر تھر کانپنے لگے تھے انہوں نے اسی وقت سوداگر آقا کو کندھوں پر اٹھایا اور تہ خانے

کے فرش پر پھینک آئے وہ انہیں آوازیں ہی دیتا رہ گیا کہ کم بختو مجھے یہاں کیوں پھینکے جا رہے ہو؟ میں تمہارا آقا ہوں میں اس جہاز کا مالک ہوں لیکن کسی بھی غلام نے پیچھے مڑ کر نہ دیکھا وہ کل تک اس کے آگے سر جھکاتے تھے اور آج اس کو اٹھا کر قید خانے میں پھینک آئے تھے۔

عنبر نے نیچے جا کر رخسانہ بہن سے ملاقات کی اور اس کے سر پر ہاتھ رکھ کر کہا۔

بہن! میں نے تم سے وعدہ کیا تھا کہ میں تمہیں کبھی اکیلا نہیں چھوڑوں گا۔ تمہیں تمہارے ماں باپ کے پاس پہنچا کر ہی دم لوں گا۔ اب میرا وعدہ نبھانے کا وقت آ گیا ہے۔

شکریہ میرے بھائی! مجھے تم سے ایسی امید ہی تھی۔

جہاز پر اس وقت عنبر کی حکومت تھی لیکن اسے حکومت کی خواہش نہیں تھی

وہ یہی چاہتا تھا کہ جہاز جلد سے جلد بندرگاہ پر پہنچے اور وہ وہاں پہنچ کر سارے غلاموں کو آزاد کر دے اور پھر دوسرے جہاز پر سوار ہو کر واپس جاپان اپنے بھائی ناگ اور بہن ماریا کے پاس پہنچ جائے۔

۱۔ جہاز کا کپتان سوداگر کو قتل کر کے اس سے خزانے کا نقشہ چھین لیتا ہے۔

۲۔ ایک جادوگر کی روح نے ویران محل کے اندر ماریا کو پتھر بنا کر تابوت میں بند کر دیا۔

۳۔ عنبر اور ناگ ماریا کو تلاش کرنے میں کہاں تک کامیاب ہوئے۔

۴۔ جہاز کا کپتان خزانے تک پہنچ جاتا ہے لیکن وہاں ایک خوفناک سیاہ ناگ دولت پر پہرہ دے رہا ہے۔

۵۔ خزانے کو حاصل کرنے میں کون کہاں تک کامیاب ہوا یہ سب کچھ جاننے کے لئے اس ناول کی اگلی سیریز کے اکتیسویں 31 حصے "سانپ دیوتا" میں ملاحظہ کیجئے۔